

## صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیئرمین پشاور میں بروز بدھ مورخہ 05 مارچ 2014 بمطابق 03 جمادی  
الاول 1435 ہجری شام چار بج کر پانچ منٹ پر منعقد ہوا۔  
جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

### تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -  
اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا  
وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ - صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ -  
(ترجمہ): آپ خود اس طریق پر چلتے رہیے جس کی وحی آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس آئی  
ہے۔ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ اور مشرکین کی طرف خیال نہ کیجیے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور  
ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے ہم نے آپ کو ان کانگراں نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر مختار ہیں۔ وَاخِرُ الدَّعْوَانَا  
أَنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ -

جناب سپیکر: جزا کم اللہ۔ سب سے پہلے ابھی ہماری میٹنگ پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ ہو گئی ہے اور اس کے مطابق ہم نے طے کیا ہے کہ آج کا جو ایجنڈا ہے، اس کو ہم کمپلیٹ کر لینگے آٹھ بجے سے پہلے پہلے تاکہ جو سکیورٹی ایشوز ہیں، وہ چونکہ Security Personnel کی ڈیوٹی چینیج ہوتی ہے تو آٹھ بجے سے پہلے ہم نے اجلاس کو 'وائنڈ اپ' کرنا ہے۔

### نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: ابھی آئٹم نمبر 2 جو ہے Questions / Answers تو میں جناب صالح محمد صاحب، اچھا lapse ہے، یہ نہیں آیا ہے۔ جناب عبدالکریم خان صاحب۔

\* 1151 \_ جناب عبدالکریم: کیا وزیر برائے آبکاری و محاصل ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ: (الف) آیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2012-13 اور 2013-14 میں ٹوبیکو پروڈکشن ایریا کے حساب سے تقسیم کیا گیا؟

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

- (i) صوبے کے کل جمع شدہ سبس کی تفصیل بمعہ ضلع صوبائی کے حصے کی تفصیل فراہم کی جائے؛  
(ii) ضلع صوبائی کو پروڈکشن ایریا کے حساب سے کتنا سبس دیا گیا ہے، حلقہ وار تفصیل فراہم کی جائے، نیز PK-34 کے حصے میں پروڈکشن ایریا میں کتنا سبس دیا گیا ہے، اس کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟  
جناب جمشید الدین (مشیر برائے آبکاری و محاصل): (الف) یہ ٹھیک ہے کہ سال 2012-13 اور 2013-14 میں ٹوبیکو سبس کی ضلع وار تقسیم ٹوبیکو پروڈکشن کے حساب سے کی گئی ہے مگر ضلع وار حاصل رقم کی حلقہ وار تقسیم ایک کمیٹی زیر نگرانی وزیر اعلیٰ صوبہ خیبر پختونخوا کی صوابدید ہے۔  
(ب) (i) سال ہذا کیلئے سبس کی وصولی اور تقسیم درج ذیل ہے:

	<u>2013-14</u>	<u>2012-13</u>
(رقم ملین میں)		
		<u>کل صوبائی</u>
		<u>تقسیم</u>
	<u>وصولی</u>	<u>وصولی</u>
	218.86	219.754
(تخمینہ)	312.00	334.530
		<u>ضلع صوبائی کی تفصیل برائے وصولی</u>
	<u>2013-14</u>	<u>2012-13</u>

10.00 (تخمینہ)

11.633

(ii) ضلع صوابی کیلئے تفصیل برائے تقسیم:

2012-13	
تقسیم	حلقہ
21.311	حلقہ 31
21.311	حلقہ 32
36.008	حلقہ 33
21.311	حلقہ 34
21.311	حلقہ 35
6.636	حلقہ 36
2013-14	
تقسیم	حلقہ
10.78	حلقہ 31
71.73	حلقہ 32
66.91	حلقہ 33
4.77	حلقہ 34
8.29	حلقہ 35
0.49	حلقہ 36

جناب عبدالکریم: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ ما د تو بیگو سیس پہ بارہ کبھی سوال کرے دے، سوال نمبر 1151 سپیکر صاحب۔ پوزیشن دا دے چہ دیپارٹمنٹ دہی معزز ایوان لہ دھوکہ ور کرہی دہ، Fake figures نئے رالیبرلی دی۔ یو خوا وائی چہ سیس د پروڈکشن ایریا پہ بنیاد بہ تقسیمیری، زہ بہ دا خبرہ د خیلہی حلقہی PK-34 پورہی محدودہ کرہ، پہ ریکارڈ بانڈہی کہ تاسو وگورئ، د ایریگیشن ریکارڈ راواخلی نوزما د علاقہی پانچ ہزار ایک سو پندرہ ایگر زمکہ ایریگیشن نہ مالیہ وصولیری، د دہی زمکہی د تمباکو پہ مد کبھی

صرف پہ دہی فصل باندہی پانچ ہزار ایک سو پندرہ ایگر، د دہی پہ Against  
دہی پارتمنٹ ما لہ تین سو چھیانوے ایگر باندہی سیس را کوی او بلہ د خندا خبرہ دا  
د دہی

جناب سپیکر: آپ کا باقاعدہ کونسلر ہمیں موصول ہو چکا ہے، آپ کا جو سپلیمنٹری کونسلر ہے، اس کی  
پوری ڈیٹیل اس میں موجود ہے جو Concerned Minister ہے، وہ اس کا جواب دے گا۔ آپ کو تو  
میں، کون اس کو Respond کرے گا؟

جناب عبدالکریم: تھیک شوہ جی، صحیح شوہ۔

جناب سپیکر: اچھا جی۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: جناب سپیکر، میرا ایک سپلیمنٹری سوال ہے۔۔۔۔۔

جناب ارشد علی: سپیکر صاحب، یو سپلیمنٹری کونسلر دے۔

جناب سپیکر: جی جی، منور خان صاحب۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: تھینک یو، سر۔ سر، میں منسٹر صاحب سے یہ ذرا وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ  
یہ جو یورینیم ہے، جیسے گیس رائلٹی ہے، تیل کی رائلٹی ہے، کیا یہ یورینیم بھی اس کٹیگری میں آتی ہے کہ  
جس علاقے میں یورینیم، ویسے میں اپنے حلقے کی بات کر رہا ہوں قبول خیل، وہاں سے یورینیم کا پورا ایک،  
وہاں پہ کر رہے ہیں، لے جا رہے ہیں، گورنمنٹ ہے۔ تو کیا اس علاقے میں ان کو بھی کچھ اس قسم کی رائلٹی  
دیتے ہیں یا نہیں؟ یورینیم کے سلسلے میں اس کی وضاحت اگر منسٹر صاحب کریں تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منور خان صاحب! یہ Basically اس سے Related question تو نہیں بنتا، یہ کوئی  
آپ پھر Concern department سے اس سے Related جو کونسلر ہو تو Kindly وہ کر سکتے  
ہیں۔ جی، مولانا فضل غفور صاحب۔

مولانا مفتی فضل غفور: شکریہ جناب سپیکر۔ دہی غم یواہی زمونر جناب عبدالکریم  
ایم پی اے صاحب نہ دے خپلی، مونر ڈیر پکبئی خپلی یو۔ د تو بیکو سیس پہ مد  
کبئی جناب سپیکر، ما د خپل ضلع بونیر تیر ریکارڈ را او باسلو، 2010-11،  
2011-12، 2012-13، دا درہ وارہ کالونو کبئی جناب سپیکر، Equal  
distribution شوے دے او د بونیر پہ درہ وارہ حلقو باندہی برابر برابر دغہ  
سیس تقسیم شوے دے او سر کال د انصاف پہ حکومت کبئی چہ کوم تقسیم

شوعے دے نوزہ دهاؤس په علم کبني راولم چي زما حلقې د پاره صرف چه لاکه روپي اينودلې شوې دي او زمونږ د تریژری بنچ د محترم منسټر صاحب د حلقې د پاره ایک کروړ ستره لاکه روپي اينودلې شوې دي نو لهدا دا پکبني زما کوئسچن دے چي دوئ د دي لږ مونږ ته وضاحت وکړي۔ شکريه جي۔

جناب سپيکر: يه سپليمنټري کونجني نهيں بنتا۔ اچھا جي، وه اصل Topic سے، ميرے خیال میں منسټر صاحب اس کا جواب دے دیں کیونکہ اس کے بعد، آپ کو ٹائم دے دیں گے۔

جناب ارشد علی: سپيکر صاحب، زما يو سپليمنټري دے۔۔۔۔

جناب سپيکر: جي نہیں، يه اس سے Related ہو تو۔

جناب ارشد علی: Related دے، Related دے۔

جناب سپيکر: جي جي، بات کریں۔

جناب ارشد علی: شکريه جناب سپيکر صاحب۔ زما دا دغه دے چي دوئ سره کم از کم دا د توييکو سيس چي خومره پيسې دي، نورې چي کومې ضلعي دي د کے پي کے هغه ټولوته ريليز شوي دي خو په دي دوه (ضلعو کبني)، صوابي ضلع چي کومه په دي باندې د تير شوي گورنمنټ يو Restriction وو يا په دي باندې هغوي خپله يو Consensus build کرے وو نو دغه پيسې هغوي Stop کړې وې خو دي سره سره زمونږ د چارسدي پيسې هم دوئ بندې کړې دي چي په هغې باندې هيڅ قسمه د تير شوي گورنمنټ نه پرې څه، د کيبنټ ميټنگ هم نه دے شوي، نه په هغې باندې دا شته چي بهي! دا به چرته مونږ يونيورسټي ته Divert کوؤ يا دا مونږ د کالج د پاره مختص کړي دي نو زما به دا ریکويست وي منسټر صاحب ته چي کم از کم څنگه چي نورو ضلعو ته د توييکو سيس پيسې ريليز شوې دي، ورکړې شوې دي نو مهرباني د وکړي چي دغه شان چارسدي ته د هم دغه پيسې ريليز شي چي کم از کم دا دلته چي کوم د زميندارو يا دلته چي د توييکو سيس متعلق چي کوم ځانې کبني د دي هغه Relation دے يا کوم ځانې کبني ډير زيات پروډکشن دے چي هغه خلق کم از کم د دي نه مستفيد شي او هغوي ته د څه سهوليات ملاؤ شي۔

جناب سپيکر: جناب جمشيد صاحب۔ يه کھول ديں۔

جناب جمشید الدین (مشیر برائے آکٹاری و محاصل): جناب سپیکر صاحب، د یوبیکو سیس پیسی مونر، تہ، پاکستان یوبیکو بورڈ ضلعو تہ راواستوی، د ہغہ پروڈکشن پہ حساب سرہ بیا ہر ڈپٹی کمشنر د ریونیو ڈیپارٹمنٹ پہ Recommendation بانڈی چہ کومہ حلقہ کبھی خومرہ پروڈکشن کیبری، پہ ہغہ حساب سرہ ہغہ پیسی تقسیمیری۔ د کریم خان دغہ تھیک دہ، ہغوی تہ ہغہ وخت سرہ ڈی سی چہ کوم مونر تہ دغہ راستولی دی، پہ ہغہ حساب بانڈی دوئی تہ تھیک پیسی ملاؤ شوہی دی خو کیدی شی چہ د ہغہ ڈی سی رپورٹ غلط وی، دوئی اوس بل دغہ کرے دے، ہغہ مونر سی ایم صاحب پہ ہغہ بانڈی رپورٹ غوبنتے دے، انشاء اللہ مونر بہ دوئی پورہ مطمئن کوؤ۔

جناب سپیکر: کریم خان صاحب! ٹھیک ہے؟

جناب عبدالکریم: زما خو جی دغہ ریکویسٹ دے، میان صاحب زمونر مشر دے چہ دوئی ایشورنس راکوی نو تھیک شوہ زہ بہ کیبننم ورسرہ جی۔۔۔۔

جناب سپیکر: اوکے۔

جناب عبدالکریم: او جی او، چہ ما لہ ایشورنس راکری پہ ہاؤس کبھی جی۔۔۔۔

مشیر برائے آکٹاری و محاصل: بالکل درکوم۔

جناب عبدالکریم: تھیک شوہ جی۔

جناب ارشد علی: جناب سپیکر صاحب، سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں جی، ابھی۔

جناب ارشد علی: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، اس طرح نہیں ہوتا، آپ بیٹھ جائیں، وہ جو کوسچن ہے، اس کے مطابق ہونگے ناجی۔

کوسچن، جناب صالح محمد صاحب۔ نہیں اس کے بعد، آخر میں جو یہ ختم ہو جائینگے، اس کے بعد آپ بات

کر سکیں گے۔ جناب صالح محمد صاحب۔ یہ بھی Lapse ہے، جناب جمشید خان، ایم پی اے، جمشید خان۔

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر سر، اسمیں میرا سپلیمنٹری کوسچن ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ سردار: جناب سپیکر، صالح محمد صاحب کے کونسلر نمبر 1157 میں میرا ایک سپلیمنٹری کونسلر ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو خود Available نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: سر، بس میری ایک سپلیمنٹری ہے، میں کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی، آمنہ سردار، آمنہ سردار۔

\* 1157 \_ جناب صالح محمد (سوال محترمہ آمنہ سردار نے پیش کیا): کیا وزیر فنی تعلیم ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں فنی تعلیم کے فروغ کیلئے چھوٹے بڑے فنی تعلیمی ادارے موجود ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) تحصیل وائر تمام چھوٹے بڑے فنی تعلیم کے اداروں کی تفصیلات فراہم کریں، نیز اس مد میں پرائیویٹ فنی تعلیمی اداروں کی بھی تفصیلات فراہم کی جائیں؛

(ii) جن ضلعوں یا تحصیلوں میں فنی تعلیم کے ادارے موجود نہیں ہیں تو کیا حکومت ان اضلاع اور تحصیلوں میں فنی تعلیم کے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) (i) تحصیل وائر تمام چھوٹے بڑے فنی تعلیمی اداروں اور پرائیویٹ فنی اداروں کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

#### Annex-1

#### TEHSIL WISE LIST OF TECHNICAL INSTITUTIONS IN KHYBER PAKHTUNKHWA

Government Institutions					
S. No	Tehsil	Commerce's Institutions	Technical Institutions	Vocational Institutions	Total
1	Abbotabad	1	1	3	5
2	Havellian	0	0	1	1
3	Bannu	2	1	2	5
4	Batagram	0	0	2	2
5	Bunir	0	1	0	1
6	Charsadda	1	1	2	4
7	Shabqadar	0	0	1	1

8	Chitral	1	0	1	2
9	D.I.Khan	1	2	2	5
10	Pahar Pur	0	0	1	1
11	Hangu	1	0	1	2
12	Haripur	1	1	2	4
13	Ghazi	0	0	1	1
14	Lakki Marwat	1	1	1	3
15	Sarai Nourang	0	0	1	1
16	Dir (L) Timergara	1	1	1	3
17	Samar Bagh	0	0	1	1
18	Chakdara	0	0	1	1
19	Malakand Batkhela	1	1	0	2
20	Mansehra	1	1	4	6
21	Balakot	1	0	1	2
22	Oghi	0	0	0	0
23	Mardan	2	1	4	7
24	Risalpur	0	1	0	1
25	Takhtbahi	0	1	1	2
26	Nowshera	2	0	2	4
27	Pabbi	0	0	0	0
28	Swabi	1	1	2	4
29	Lahore	0	0	1	1
30	Swat	1	1	2	4
31	Matta	0	0	1	1
32	Tank	0	0	2	2
33	Dir (Upper)	1	0	1	2
34	Wari	0	1	0	1
35	Karak	1	1	2	4
36	Kohat	1	1	2	4
37	Peshawar	3	4	6	13
38	Talash	1	0	0	1
Total		26	23	55	104

**Annex-II**

**TEHSIL WISE LIST OF TECHNICAL INSTITUTIONS IN KHYBER  
PAKHTUNKHWA**

Private Institutions					
S. No	Tehsil	Commerce's Institutions	Technical Institutions	Vocational Institutions	Total
1.	Abbotabad	21	9	17	47
2.	Havellian	3	1	0	4
3.	Bannu	0	10	12	22
4.	Batagram	0	1	3	4
5.	Bunir	1	2	6	9
6.	Charsadda	2	10	8	20



7.	Shabqadar	0	2	0	2
8.	Chitral	8	4	0	12
9.	D.I.Khan	6	8	6	20
10.	Pahar Pur	0	0	7	7
11.	Hangu	2	0	5	7
12.	Haripur	10	7	12	29
13.	Ghazi	1	1	1	3
14.	Lakki Marwat	4	4	11	19
15.	Sarai Nourang	0	1	1	2
16.	Dir (L) Timergara	2	14	15	31
17.	Chakdara	1	2	0	3
18.	Malakand Batkhela	1	11	8	20
19.	Mansehra	17	5	6	28
20.	Balakot	4	0	0	4
21.	Oghi	1	1	0	2
22.	Mardan	5	15	50	70
23.	Takhabahi	0	3	0	3
24.	Sher Gahr	0	3	0	3
25.	Nowshera	6	10	12	28
26.	Pabbi	1	2	3	6
27.	Swabi	6	10	30	46
28.	Swat	1	14	15	30
29.	Tank	0	1	1	2
30.	Dir (Upper)	0	0	7	7
31.	Karak	1	12	12	25
32.	Kohat	2	10	14	26
33.	Peshawar	51	24	59	134
34.	Shangla	0	0	2	2
35.	Kohistan	0	0	2	2
Total		157	197	325	679

(ii) جن ضلعوں یا تحصیلوں میں فنی تعلیمی ادارے موجود نہیں ہیں تو ان ضلعوں اور تحصیلوں میں فنی اداروں کے قیام کے سلسلے میں ہر سال اے ڈی پی میں سکیمیں شامل کی جاتی ہیں۔

محترمہ آمنہ سردار: سر!

جناب سپیکر: آمنہ سردار۔

محترمہ آمنہ سردار: جی سر۔ جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ صالح محمد صاحب نے پرائیویٹ فنی تعلیمی اداروں اور گورنمنٹ کے اداروں کی تفصیلات پوچھی ہیں جو تقریباً 783 بنتی ہیں تو جناب سپیکر! اس مد میں میں نے ایک کال اینڈیشن بہت پہلے پیش کیا تھا، تقریباً آٹھ مہینے پہلے جس میں میں نے ایک ڈیمانڈ کی تھی،

بتایا تھا مگر ڈیمانڈ کی تھی، ہمارے علاقے ہزارہ میں تقریباً ڈیڑھ سو ٹیکنیکل ادارے ہیں اور ٹیکنیکل بورڈ ایک ہے پشاور میں، سارے کا سارا Burden، 783 اداروں کا Burden وہ ایک ٹیکنیکل بورڈ ہے تو جس طرح سیکنڈری بورڈز علیحدہ علیحدہ ہیں ہر ڈسٹرکٹ میں، اسی طریقے سے ٹیکنیکل بورڈ کو بھی علیحدہ کیا جانا چاہیے۔ جناب سپیکر، یہ میری ایک گزارش ہے تو جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، یہ آپ کی Suggestion ہے۔

محترمہ آمنہ سردار: جی۔

جناب سپیکر: بہر حال یہ سپلیمنٹری کونسل نہیں ہے، یہ آپ کی Suggestion ہے، بالکل اس کو کر لیں گے۔ اچھا جناب جمشید صاحب، جمشید صاحب۔

مولانا مفتی فضل غفور: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: مفتی صاحب! چونکہ یہ ایجنڈا پورا کر لیں گے، میں آپ کو موقع دے دوں گا۔

مولانا مفتی فضل غفور: بس یہ وہ اہمہ خبرہ کوم دے دی کوئسچنوں پہ بارہ کبھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، بسم اللہ مفتی غفور صاحب۔ جمشید صاحب! اس کے بعد آپ بات کر لیں گے۔

### نکتہ اعتراض

مولانا مفتی فضل غفور: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، دا 1162 او 1163 نمبر دواہرہ چپی کوم جمشید خان صاحب کوئسچنز کری دی، ڈیپارٹمنٹ د ہغی بارہ کبھی لیکلی دی چپی Reply not received، پہ تول ہاؤس کبھی پرون دغہ ایجنڈا کبھی دا تقسیم شوی دی۔ جناب سپیکر، ڈیپارٹمنٹ تہ دا کوئسچن پہ 14/2/2014 بانڈی لبرلے شوے دے او د Procedure and Conduct of Business rules مطابق ڈیپارٹمنٹ تہ چپی کلہ یو کوئسچن موؤ شی نو بیا ہغی نہ لس ورخی وروستو بہ دا د اسمبلی پہ بزنس کبھی شاملیدے شی او ڈیپارٹمنٹ Bound دے چپی د ہغی Answer provide کری دی ایوان تہ۔ دی بارہ کبھی جناب سپیکر، دا رولز ستاسو ورا ندی لبر ایردم،

Rules 35: "Notice of admission of questions.- No question shall be placed on the list of questions for answer until ten clear days have expired from the day on which notice of admission of the question by the Speaker was given by the Secretary to the Minister or the Member to whom it is addressed."

جناب سپیکر، دا ڀیره د افسوس خبره ده چې داسې یو معزز ایوان او د هغې آئربیل ایم پی اے یو کوئسچن وکړی او ډیپارټمنټ ته لار شى او پوره میاشت په هغې کښې تیره شى او د هغې جواب رانشى نو زما په خیال باندې دا په یو یو سیشن باندې، په یو یو اجلاس باندې دا په کروړونو روپۍ، په لکھونو روپۍ دا د هغې خرچ راځی او دا دومره معزز آفیسرز هغه راځی نو زما په خیال باندې دا د وخت ضیاع ده او دا د دې ټول هاؤس توهین دے۔ تاسو د دې وقفه سوالات د ختمیدلو نه مخکښې مخکښې په دې باندې خپل رولنگ ورکړئ او Concerned چې کوم ډیپارټمنټ دے، د هغې سره Related چې کوم هیډز دی، هغوی ته باقاعدہ تاسو چې کوم دے نو په دې باندې Explanation د هغوی نه Call کړئ او چوده دن کښې پکار ده چې دوی، رولز دا دی چې دوی جواب ورکړے وے، میاشت تیره شوه څه د پاسه وخت پرې تیر شو۔ جناب سپیکر، روزانه مونږ ته په جوابونو کښې دا راځی چې Reply not received، غیر ذمه دارانه دغه دے جی۔

جناب سپیکر: جمشید صاحب! آپ بعد کرلیں، اس کے بعد بات، جمشید صاحب۔

جناب جمشید خان: شکریه سپیکر صاحب۔ ما خود ډیر اسان سوال کړے دے خوزه نه پوهیږم چې محکمې ما له جواب ولې نه دے را کړے؟ زما سوال دا وو چې په ضلع مردان او صوابی کښې د سرک او د نهر په غاړه باندې وچې ونې ولاړې دی چې د هغې د ضائع کیدو خطر ده نو حکومت کله یا محکمه کله به دا ونې، د دې ونو تعداد څومره دے او حکومت کله د دې لکه د نیلام اراده ده؟ دوی ما له جواب نه دے را کړے، زه وایم چې دا سوال د کمیټی ته لار شى چې هغلته پوره مونږ دې باندې خبره وکړو۔

جناب سپیکر: میں تجھے کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ قواعد کے مطابق بروقت جواب دیا کریں ورنہ یہ تحریک استحقاق ان کے خلاف داخل کروائیں گے۔ (تالیاں) اچھا۔ اب یہ مطلب چودہ دن کے اندر اندر یہ Definitely جو بھی کو لپنژ آتے ہیں، اس کو Proper جو ہے نا Respond کرنا چاہیے اور جو صحیح جواب ہے، وہ دینا چاہیے Otherwise next اگر کسی قسم کا ہوتا ہے تو میں اس کے خلاف سخت ڈسپلنری ایکشن لوں گا۔ (تالیاں) دوسرا بھی اسی طرح ہے۔

(سوال نمبر 1162 و 1163 جن کے جوابات محکمہ سے موصول نہیں ہوئے، ضمیمہ پر ملاحظہ ہوں)

نشانزدہ سوال اور اس کا جواب

جناب سپیکر: میڈم انیسہ زیب۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ جناب سپیکر۔ سوال نمبر 1166، Answer be taken as read کہیں ناسر؟

(تفصیلاً)

جناب سپیکر: جی جی۔ بات آپ کی میں نہیں سمجھا۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میں نے سوال کا نمبر بتایا، آپ کا کام ہے کہ آپ کہیں گے کہ:

“Answer be taken as read, any supplementary”

جناب سپیکر: جی۔

\* 1166 \_ محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: کیا وزیر صنعت و حرفت ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) ماضی میں گدون امانی صنعتی بستی (اسٹیٹ) میں صنعتوں کے قیام کی خاطر خصوصی مراعات دی گئی تھیں جو کہ اب ختم ہونے کی وجہ سے بیشتر صنعتیں یا تو بند ہو گئیں یا دوسرے صوبوں کو منتقل کر دی گئی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت نے مذکورہ صنعتی اسٹیٹس میں مراعات بحال کرنے یا مزید مراعات دینے کیلئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

جناب عبدالمنعم (معاون خصوصی برائے صنعت و حرفت) (جواب جناب وزیر اطلاعات نے پڑھا):

(الف) جی ہاں۔

(ب) سرحد ترقیاتی ادارہ اور خیبر پختونخوا حکومت کی کوشش ہے کہ گدون صنعتی بستی کو پیپور ہائیڈل پاور پارک سے سستی بجلی مہیا کی جائے جس سے کارخانہ داروں کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا اور مزید کارخانے لگ جائیں گے اور ہزاروں لوگوں کو روزگار مہیا ہوگا۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: جناب سپیکر، یہ سوال بڑا اہم ہے اور میرا مقصد صرف یہ تھا کہ حکومت نے جو دعویٰ ہے اور وعدے بھی کئے ہیں، اس کے مطابق وہ اپنی کوئی صحیح کوشش، Lest out کریں

گے لیکن بہت Vague سا جواب دیا ہے کہ ایس ڈی اے اور گورنمنٹ آف خیبر پختونخوا کی کوشش ہے تو ہمیں ابھی تک نہیں بتایا گیا، میں جناب وزیر موصوف سے سوال کرنا چاہوں گی کہ اس کے متعلق ذرا Categorically اگر بتا سکیں کہ کیا کوشش کی جا رہی ہے اور کس طریقے سے آپ پیپور ہائیڈل پاور پر اجیکٹ سے سستی بجلی مہیا کرنے کا سوچ رہے ہیں؟ اگر اس پر تھوڑا Elaborate کر دیں تو یہ بہت ہی اہم سوال ہے، اس سے نہ صرف اس ضلع کی بلکہ تمام صوبے کی اکانومی متاثر ہو چکی ہے اور اس کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ، ہزاروں افراد کے ساتھ ہے جو اس روزگار کے ساتھ وابستہ تھے۔

جناب سپیکر: جناب شاہ فرمان صاحب۔

جناب عبدالکریم: جناب سپیکر، زہ یو ضمنی سوال کوم۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی، عبدالکریم صاحب! سپلیمنٹری کو کسپن؟

جناب عبدالکریم: او جی۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب عبدالکریم: سپیکر صاحب، د گدون پہ بارہ کنبی چپی کوم میدم سوال کرے دے نو د ہغی پوزیشن دا دے چپی د گدون تبول سر کونہ ہغہ مات گوچہ دی، انفراسٹرکچر نے ختم دے، د اوبو چپی کوم تقسیم دے، د ہغی پائپونہ تبول خراب دی، د سیوریج نظام چپی کومپ نالی دی، تبولی ڍ کپی دی، د گدون انڈسٹریل اسٹیٹس د الیکٹریسٹی چپی کوم گرڊ دے چپی د کوم نہ د تبول گدون انرجی Produce کیری، ہغہ پری اوس۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالکریم صاحب! یہ بات بالکل آپ کی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔

جناب عبدالکریم: جی۔

جناب سپیکر: لیکن اگر آپ، جو انہوں نے پوائنٹ اٹھایا ہے، اس کے ساتھ کوئی سپلیمنٹری کو کسپن ہے تاکہ اس کے مطابق وہ آپ کو جواب دے دیں۔

جناب عبدالکریم: دغہ سپلیمنٹری کوٹسچن دے کنہ جی، زما خیال دے چپی د انڈسٹریز سرہ Concerned چپی خوک ہم وی نو زما پہ دہی خبرہ ہغہ پوہیری جی۔

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب عبدالکریم: چچی یرہ دا خہ شے دے، زہ وایم دانفراستیر کچر د گدون اندستیریل استیتیس چچی دے هغه ٲول ختم دے نو مونر ته د دا اووئیلپی شی چچی یرہ انفراستیر کچر د پارہ خہ ایبنودلی شوی دی، خہ کار پکبنپی شوے دے؟ ډیرہ ډیرہ مهربانی۔

جناب سپیکر: مفتی جانان! مفتی جانان صاحب! آپ۔

مفتی سید جانان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ زہ جی صرف دا ٲوس کوم چچی دا سوال کبنپی لیکھی۔ ماضی میں گدون امانی صنعتی بستی (اسٹیٹ) میں صنعتوں کے قیام خاطر خواه خصوصی مراعات دی گئی تھیں جو کہ اب ختم ہونے کی وجہ سے بیشتر صنعتیں یا تو بند ہو گئی ہیں یا دوسرے صوبوں کو منتقل کر دی گئی ہیں؟۔ جواب کبنپی لیکھی چچی جی ہاں او دغہ خبرہ صحیح دہ۔ بیا لاندپی جی لیکھی۔ اگر (الف) کا جوابات اثبات میں ہو تو حکومت نے مذکورہ صنعتی اسٹیٹ میں مراعات بحال کرنے یا مزید مراعات دینے کیلئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟۔ جواب کبنپی جی لیکھی سرحد ترقیاتی ادارہ خیبر پختونخوا حکومت کی کوشش ہے کہ گدون صنعتی بستی کو پیپور ہائیڈل پاور پار جیکٹ سے سستی بجلی مہیا کی جائے جس سے کارخانہ داروں کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا او دویم۔ اور مزید کارخانے لگ جائینگے اور ہزاروں لوگوں کو روزگار مہیا ہوگا۔ دا برہ جی دا سوال ئے یو شان کرے دے او جواب ئے بل شان کوی۔ دا وائی چچی دلته بستی، دا کارخانہ بندی شوی دی، دوئی وائی چچی او بندی دی او لاندپی بیا لیکھی مطلب دا دے چچی مونر نورپی کارخانہ کھلاؤ، نو دا سوال او جواب کبنپی خوماتہ داسپی تضاد غونڈی معلومیری نو کہ لبر غونڈی دغہ ئے وکری، وضاحت ئے وکری۔

جناب سپیکر: شیراز خان۔

جناب محمد شیراز: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، جس طرح محترمہ انیسہ زیب نے یہ سوال کیا ہے کہ گدون صنعتی بستی کو پیپور ہائیڈل پاور پار جیکٹ سے سستی بجلی مہیا کی جائے، یہ بہت اہم معاملہ ہے تو اس سستی بجلی میں جو ہے، علاقہ گدون اور اتمان جن کی قربانیوں سے تریبلہ ڈیم، جن کی قربانیوں کی وجہ سے یہ سستی بجلی تقریباً اٹھارہ میگا واٹ ہمارے اس ہائیڈل پار جیکٹ سے مہیا ہو رہی ہے تو میرا اس میں یہ سوال

ہے کہ اس میں PK-36 کے حلقے کو بھی یہ سستی بجلی کم ریٹ پہ مہیا کی جائے، صنعتی بستی کے ساتھ ساتھ عوام کو بھی سستی بجلی مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر: اچھا، جناب شاہ فرمان صاحب۔

محترمہ معراج ہمایون خان: جناب سپیکر، زما یو کوئسچن دے۔

جناب سپیکر: بس کافی اس پہ ہو گیا۔ جناب شاہ فرمان صاحب۔

محترمہ معراج ہمایون خان: جناب سپیکر صاحب، زہ د دے متعلق یو سوال کوم، زما علاقہ دہ جی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا جی، معراج ہمایون۔

محترمہ معراج ہمایون خان: جناب سپیکر، شکریہ۔ دا ستا سو ہم، دا دانیسہ بی بی دے سوال سرہ جی زہ دا ورسرہ اضافی دغہ کول غوارم چے ہغہ خائے کنبے کوم خلق دی، پہ زرگونو خلق دلته کنبے Employed و و پہ دے اندستریل استیپ کنبے، دا جواب چے دے نو دا زمونر د پارہ Satisfactory جواب نہ دے خکھ چے ہغہ خلق چے دی، ہغوی نہ ملازمت تلے دے او دیرہ غریبی خورہ شوے دہ ہغہ خائے کنبے، او دا اندستریل استیپ چے جوڑ شوے دے نو ہغہ دتمبا کو پہ وجہ باندے او دافیمو پہ وجہ باندے دا ہغلته شروع شوے دے نو ہغہ خلق چے کوم دی، ہغہ پہ زرگونو خلق ہغوی لہ کہ دا دغہ نہ بحال کیری او دوی چرتہ اورد ميعاد جوڑ کرے وی چے پہ آخری کال کنبے یا پہ بل حکومت کنبے بہ ئے کوؤ نو دغہ خلقو لہ د خہ پیکیج جوڑ کری چے ہغوی تہ خہ نہ خہ کورتہ خہ دغہ ملاؤ شی۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: جناب شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر، یہ حکومت کی جو پالیسی ہے، یہ بات درست ہے کہ جو مراعات دی گئی تھیں گدون کو اور وہ جو واپس لی گئیں تو اس کی وجہ سے جو کارخانے بند پڑے ہیں، اس کا یہ حکومت نے Accept کیا کہ اس میں بہت سارے کارخانے بند کئے گئے ہیں، اب حکومت کی جو پالیسی ہے کہ ہم کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں، ایک تو 18<sup>th</sup> amendment کے بعد صوبائی حکومت کے پاس جو اختیار ہے کہ وہ اپنی Power generation کر سکتی ہے تو اس لحاظ سے یہ پالیسی ہے کہ اگر کہیں ایسے سائٹ کہ

جہاں پر ہم Generally، جہاں بھی ہم ہائیڈل پاور جنریشن کر سکتے ہوں اور اگر اس کو ہم نیشنل گرڈ میں نہ ڈالنا چاہیں اور وہ بجلی جو کہ سستی ترین بجلی ہے، اس کے قریب قریب ہم کہیں بھی، اور انڈسٹریل اسٹیٹ کی میں بات کر رہا ہوں تو انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کیلئے یہ بھی پالیسی ہے، ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے اپنا شیئر مانگا ہے گیس کے سلسلے میں کہ جو ہمارا شیئر بنتا ہے اور وہ گیس بھی ہم سستا، جناب سپیکر! خاص کر ساؤتھ میں جو ہمارے ڈسٹرکٹس ہیں، اس کے اندر انڈسٹریل اسٹیٹ، تو Incentives یہی ہیں گورنمنٹ کے پاس کہ سستی ترین بجلی پیدا کر لے اور جو ہمارا گیس کے اندر جو ایکسٹرا شیئر بنتا ہے، وہ ہمیں دیدیں اور انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کیلئے اس سلسلے میں جو قریب ترین ہیں، انہوں نے پیہور کی بات کی ہے۔ انیسہ زیب صاحبہ نے جو کہا کہ Specifically اور Categorically کہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ایک نیا کونجین ہے کیونکہ پہلا جو کونجین ہے، وہ Generalities میں ہے تو اگر وہ دوبارہ یہ کونجین لے آئیں تو ہم اس کے Specific answer بھی ڈیپارٹمنٹ سے مانگ لیں گے لیکن As per policy سستی ترین بجلی Provide کرنا اور جتنا ہمارا گیس کا شیئر بنتا ہے، وہ زیادہ تر انڈسٹریز کو دینا تاکہ Industrialization ہو، انڈسٹریز لگیں تو لوگوں کو جا ب ملے، یہ حکومت کی پالیسی ہے۔ چونکہ Specifically میرے پاس اس کا Answer موجود نہیں ہے اور یہ بالکل مجھے ایک نیا سوال لگتا ہے تو اگر وہ سوال آپ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میڈم انیسہ، میڈم!

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ جناب سپیکر۔ بنیادی طور پر مجھے اندازہ ہے کہ منسٹر صاحب کے توانا کندھوں پہ بڑا بوجھ ہے تمام وزارتوں کا تو Normally he doesn't have the accurate information، اگر وہ سوال دیکھیں اور منسٹر انڈسٹریز ہیں، نہیں ہیں؟ تو اگر یہ سوال دیکھیں، اس میں خاص طور پر پوچھا گیا کہ مراعات دینے کیلئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ تو اقدامات میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہم ہائیڈل پاور پراجیکٹ سے یہ اٹھا رہے ہیں سستی بجلی اور Explain بھی کیا کہ یہ پروگرام ہے۔ میرا یہ ہے کہ چلیں اگر آپ سمجھتے ہیں، میں نے ڈیٹیل مانگ لی، میں نے تو ابھی ڈیٹیل مانگی نہیں، میں آپ سے یہی پوچھو گی کہ اگر آپ وہاں پیہور ہائیڈل سے آپ لے رہے ہیں تو اس کا ایک Lean period ہوتا ہے، جب نہروں میں پانی نہیں ہوتا، اس پیریڈ کو آپ کیسے کریں گے، آپ Fluctuation کا کیا کریں گے جو ہائیڈل پاور سے آپ اس لیول پہ کرتے ہیں تو اس کی Mainly plug، وہ تو ٹھیک ہے ٹیکنیکل کونجینز ہیں لیکن



اس سے Related ہے، کیا ٹائم پیریڈ ہے، کچھ تو بتائیں؟ آپ کب تک یہ کر رہے ہیں، آپ کی اگر حکومتی پالیسی ہے جس کیلئے حکومت کوشش کر رہی ہے تو اس کوشش کے بارے میں بتادیں اور اگر منسٹر صاحب میرے ساتھ تعاون کریں تو یہ بہت اہم سوال ہے، سپلیمنٹری سے اندازہ ہے، اس کو کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں تاکہ جا کے اس کی Threadbare analysis ہو، ہم بھی اپنا Input دیں اور اس کو ہم کوشش کریں کہ اس گدون کی اہم جو صنعتی بستی ہے، اس کو دوبارہ آباد کرنا اس ہاؤس کا کام ہے اور سپیکر صاحب! آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں، آپ کا علاقہ بھی ہے، اس کو کمیٹی کو سمجھوادیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ فرمان صاحب۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی جی، مفتی صاحب۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر، اصل کینہی حقیقت دا دے چہ دا یو داسی خبرہ دہ چہ پبنتون قوم ہسہی ہم مطلب دا دے تباہی طرف تہ روان دے، خدائے د نہ کری خودا جی د دہ گدون خلقو تہ، تاسو د ہغہی علاقہی بی، مانہ دیر معلومات دی درتہ چہ ہغلتنہ د کو کنارو معاملہ وہ، بیا حکومت ہغوی تہ متبادل روزگار د پارہ دا شے ورکرو، دا کارخانہی صنعتی بستی خو حقیقت دا دے چہ دیکہنی بہ دیرہ کمیہی پہ شلونو کارخانہی بہ پاتہی وی، سوؤنہ، زرگونہ خوبہ نہ وی پاتہی، دا تیر حکومتونو کینہی، تیرہ اسمبلی کینہی ہم ما یو خل دہ باندہی ہم دغہ شان سوال راا ورے وو، ہم دغہ گزارش مہی کرے وو تیر حکومت تہ چہ دا خلق روان دی، مطلب دا دے چہ خومرہ کارخانہی دی او خومرہ مشینری دہ، ہغہ نورو صوبو تہ منتقل کوی، دلتنہ امن و امان نشتنہ دے خو جناب سپیکر صاحب! چہ دا حکومت راغلو، دوئ وئیل چہ دغہ صوبہ کینہی چار ہزار لگ بھگ کارخانہی بندہی دی، مونہ بہ دا کارخانہی کھلاؤ، مونہ بہ خلقو تہ روزگار ورکوؤ او مونہ بہ دا کوؤ، نوزما بہ دا گزارش وی چہ دا کومیہی کارخانہی پاتہی دی، دا نورہی کارخانہی د بجلی د وجہی نہ ہغہ خلقو تہ بہ پتہ وی چہ زمونہ کارخانہی ولہی بندیری؟ نوزما بہ دا گزارش وی چہ کہ دا ستینہنگ کمیٹی تہ لارشی، صحیح صورتحال نہ بہ مطلب دا دے دا تولو خلقو تہ بہ ہم فائدہ وشہی او د اسمبلی ممبران بہ ہم ورنہ خبرشی۔

جناب سپیکر: جناب شاہ فرمان صاحب! شاہ فرمان صاحب! میرے خیال میں انہوں نے کمیٹی کے بارے میں کہا ہے، اب اس کے بارے میں۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر، کیونکہ سوال بڑا Simple ہے اور جو Simple سوال ہے، اس کا Simple جواب آیا ہے تو اگر اتنی زیادہ Technicality یہ On the Floor پوچھتے ہیں تو اگر یہ سوال میں بھی کرتے تو جواب بھی اسی طرح آجاتا۔ اب یہ اگر Simple سوال کوئی کرے اور پھر اپنے سوال کے اندر سے اتنے سپلیمنٹری اور نئے سوالات وہ ڈھونڈے، جو سوالات انہوں نے کئے ہیں On the Floor، اگر اسی کو یہ الفاظ میں ڈال کر دوبارہ بھیج دیں تو ان کو صحیح جواب مل جائے گا اور مجھے امید ہے کہ جو گورنمنٹ کی پالیسی ہے، اس سے وہ مطمئن ہوں گے۔

جناب سپیکر: میڈم! میڈم!

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اچھا سکندر خان صاحب! سکندر خان صاحب! سکندر خان صاحب۔

جناب سکندر حیات خان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی جی۔

جناب سکندر حیات خان: دلته کبھی چھی مونر سوال کوؤ، دا ممبران چھی سوال کوی نو دا د د د پارہ کوی چھی هغوی یو انفارمیشن غواری او د هغوی یو خاص هغی مقصد وی او عجیبہ خبرہ وزیر صاحب وکرہ چھی دا کوم د سپلیمنٹری کوئسچن دوئی تپوس کوی نو دا پکار دہ چھی دا ئے کوئسچن کبھی کرے وے، تاسو چھی کوم جواب را کرے دے، د هغی نہ دا سپلیمنٹری کوئسچن جوړ شو، تاسو پخپله وایی چھی یرہ مونر بجلی د پیهور نہ به ورکوؤ نو دا هغی بانڈی سپلیمنٹری کوئسچن جوړ شو چھی بهی! د هغی میکنزم به خہ وی؟ چھی د هغی کوم تیکنیکل هغی کبھی Defects دی، د هغی به خہ دغه کوئی؟ بیا خو پکار وو چھی بیا وزیر صاحب د د د تیارے کرے وے، پکار دا دہ چھی دوئی د دا ایڈمٹ کری (تالیاں) چھی یرہ تیاری مونر نہ دہ کری او یا د موقع او غواری چھی یرہ دویمہ ورخ به د د د صحیح جواب را کری نو زما خیال دے د د د ہاؤس ٹائم نہ دی ضائع کول پکار چھی مونر د دا پہ جنرل طریقہ سرہ دغه کوؤ۔۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

جناب سکندر حیات خان: سپیکر صاحب، ڈیر Simple کہ تاسو وگورئ د دې کوئسچن (ب) پارت چي دے، هغې کبني بي بي دا تپوس کرے دے چي اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت نے مذکورہ صنعتی اسٹیٹ میں مراعات بحال کرنے یا مزید مراعات دینے کیلئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ Basically تپوس کوی چي بهی! تاسو دې د پارہ خہ Steps اوچتوئ؟ د هغې په جواب کبني دوئ چي کوم دغه ورکرے دے، یو خو هغه ډیر، هغه Generalized دغه دے، دوئ خو پکبني دغه هم ورکرل، مراعات هم ورکرل، کارخانې هم ولگیدلې او په زرگاؤ خلقو ته روزگار هم ملاؤ شو، هوائی هغه د شیخ چلی هغه دغه ئے ترې جوړ کرے دے۔ جناب سپیکر، اول خو دا جواب چي کوم راغله دے، زما خیال دے دا هم ډیر Unsatisfactory جواب دے او دا د ډیپارٹمنٹ پروفیشنل جواب کم از کم نه بنکاری چي دغه وی۔ خہ Specific steps د وبنائی، که خہ Step ورسره نه وی نو هم د اووائی چي یره مونږ Steps په دې باندې دغه نه دی کری او په دې باندې به غور کوؤ، نو دا خہ مطلب چي یره دوئ دغه هم ورکری او بیا چي په هغې باندې سپلیمنٹری کوئسچنز کیږی نو د هغې جواب هم دوئ سره نه وی۔ جناب سپیکر صاحب، لږ هدايت به وکړئ وزیرانو صاحبانو ته چي لږ سیریس د د دې هاؤس کارروائی اخلی، د دې ایوان کارروائی چي ده، دا زمونږ ټولو د پارہ Important ده، دا د دې ټولې صوبې د پارہ Important ده او دا سیریس اخستل پکار دی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جعفر شاه صاحب! جعفر شاه صاحب۔

جناب جعفر شاه: تهینک یو، جناب سپیکر۔ سپیکر صاحب، ټولو نه اول خوزه د میدم شکریه ادا کوم چي ډیر Important ئے دې فلور باندې را اوږې ده او دا زمونږ د صوبې د اکانومی، This is backbone of our economy، نو زما به دا ریکویسټ وی چي دا کمیټی ته لار شی او په دې باندې، که دې د پارہ تاسو سلیکټ کمیټی جوړوئ که نه د انڈسټریل کومه کمیټی چي ده، انڈسټریز سره متعلقه ده چي په هغې باندې مونږ سنکل پوائنټ ایجنډا په دې باندې مونږ مکمل

ڈسکشن و کرو او د د د پارہ بنہ Perfect recommendation مونر د د ہاؤس  
گورنمنٹ تہ و کرو چہ پہ ہغہ لائن باندہ لار شو نو زما بہ دا ریکویسٹ وی چہ  
منسٹر صاحب د د د تہ Agree شی چہ دا د مونر کمیٹی تہ اولیرو یا د سپیشل  
کمیٹی د د پارہ جو رہ شی۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان صاحب۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر، یہ جو پارٹ (ب) ہے، ایک بالکل Simple سا سوال پوچھا گیا ہے کہ اس  
کیلئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں یا کئے جا رہے ہیں؟ گدون امانی کی جو انڈسٹریل اسٹیٹ کے بارے میں پوچھا  
گیا ہے۔ جناب سپیکر، ایک موقع تھا، ہمارے پاس 18<sup>th</sup> amendment کے جہاں پر ہر سیاسی جماعت  
کے ہر پولیٹیکل لیڈر کے اپنے Interests تھے۔ (خاتون رکن اسمبلی سے) نرگس! دلنہ تا دغہ  
جو رہ کرو۔ ہر پولیٹیکل لیڈر کے اپنے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر 18th amendment کے اندر اس  
صوبے کے ہائیڈل پاور جو کہ اس حکومت نے کمیٹی بنائی ہے اور مرکزی حکومت سے ڈیمانڈ کی ہے کہ وہ بمعہ  
جنریشن ہمیں یہ دیدیں۔ اگر 18<sup>th</sup> amendment کے تحت یہ صوبہ اور پچھلی صوبائی حکومت نے اگر  
صوبے کیلئے کام کیا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے سوالات آنے کی پھر اس لئے ضرورت نہیں تھی  
کہ Already یہ ایک Natural boost ملنا تھا انڈسٹریز کیلئے، میں صرف اس وقت یہ کہہ رہا ہوں کہ  
ایک جنرل جواب ہے، جناب سپیکر! جنرل جواب یہ ہے کہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ اگر Available  
hydle power میں سے ہمارے پاس وہ اختیار نہیں ہے اور وہ ہم سنٹر سے لیتے ہیں، جنرل کرتے ہیں  
ایک قیمت کے اوپر، سنٹر سے لیتے ہیں دوسرے قیمت کے اوپر، اور Expensive: بجلی ہے تو ہم اپنی  
ہائیڈل پاور جتنی جنرل کریں گے اس سے ہم انڈسٹریل اسٹیٹ کو Provide، یہ Generality ہے۔  
گیس کے بارے میں نے ابھی بات کی، میں اس لئے اس کو کمیٹی میں جانے کیلئے Oppose کرتا ہوں کہ یہ  
ایک روایت اس لئے بن جائیگی کہ سوال آتا ہے بڑا Simple، اس کے اندر بہت زیادہ  
Complications، میں موڈر کے ساتھ Agree کرتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر سوال  
کرتے وقت یہ ساری Technicalities وہ پوچھ لیتی کیونکہ پھر آئندہ سے تو یہ ایک عجیب سی روایت بن  
جائیگی کہ سوال آئے گا بڑا Simple اور فلور کے اوپر اس کے اندر Technicalities اور  
Complications generate کر کے وہ اس کو کمیٹی کی طرف بھیجیں گے، میں متفق ہوں ان کے

ساتھ، جو Technicalities ہیں یا جو ڈیٹیلز یہ مانگتی ہیں، یہ پوچھیں، ان کو جواب نہ ملا تو پھر ان شاء اللہ اس کو کمیٹی میں کر دیں گے لیکن اتنا Simple سوال۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں موؤر، میڈم!

وزیر اطلاعات: اتنا Simple سوال کمیٹی کے حوالے نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: میڈم! میڈم! میڈم۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی جی، سکندر خان۔

جناب سکندر حیات خان: سپیکر صاحب، وزیر صاحب اوس ہم دا شے کنفیوز کوی لگیا دے۔ یو دوئی چہی کومہ خبرہ د 18<sup>th</sup> amendment دغہ کوی نو ہغہی نہ مخکنہی ہم چہی دہی صوبہی سرہ اختیار وو چہی ففتی میگا واٹ پورہی چہی دے بجلی پیدا کولہی شی۔ پیہور چہی دے، د ہغہی Total capacity چہی دہ It is twelve Mega watt, it produces seven Mega watt، دا خو ہغہ زمرہ کنبہی ہدو راخی ہم نہ، نو چہی دا دوئی د کوم دغہ Cover اخلی لگیا دے، یو خود ہغہی سرہ د دہی تعلق نشتنہ، دویم دا دے چہی ہغہی تہ کہ اندستریل استیتی لہ تاسو ورکوی، د ہغہی د پارہ د دستری بیوشن کمپنی ضرورت دے، دستری بیوشن میکنزم ضرورت دے، دستری بیوشن سسٹم ضرورت دے، ہغہ دوئی سرہ شتنہ نہ، دوئی دلتہ کنبہی وائی چہی یرہ مونز۔ دا ورکوؤ لگیا یو، دا دلتہ کنبہی پخپلہ دوئی لیکلی دی چہی ہم اس کی کوشش کر رہے ہیں اور مہیا کریں گے اور اس سے کارخانے چالو ہو جائیں گے اور اس سے روزگار بھی ملے گا۔ جناب سپیکر، Generality او پہ دغہ کنبہی خو دوئی پریوخی لگیا دی، ما اوسہ پورہی دا دغہ نہ کولو خو اوس دا ایمانہ کوم چہی بالکل کمیٹی تہ ئے اولیہی چہی د دہی صحیح (تالیاں) Threadbare دغہ وشہی خکہ چہی دا خو ہسہی اخوا دیخوا دوئی گپ شپ لگوی لگیا دی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: مفتی صاحب۔

مفتی سید جانان: زہ جی، د خورخو نہ اسمبلی کینی دا خبرہ اورم چہ خوک سوال نہ خطا شی، خوک اوچت شی، زمونہ ملگری منسیران حضرات ورتہ وائی چہ بل سوال راورہ، جناب سپیکر صاحب! مونہ تہ خودغہ رولز اجازت را کرے دے چہ کہ سوال باندہی کہ خوک ضمنی سوال کولے شی، د درہ سوالونو مونہ تہ اجازت دے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی جی۔

مفتی سید جانان: مونہ پہ دہی نہ پوہیرو یا خو مطلب دا دے مونہ تہ د وائی چہ سوالونہ مہ کوئی۔ جناب سپیکر صاحب، مونہ تہ د دغہ اسمبلی رولز دا اجازت را کرے دے چہ ہر سرے درہ ضمنی سوالونو دغہ ممبرانو کینی چہ خوک سوال کوی، ہغہ باندہی کولہ شی۔ اوس مطلب دا دے دا خواسانہ خبرہ دہ خو دا د خان خلاصولو خبرہ دہ، د خان خلاصولو خبرہ نہ دہ پکار۔ (تالیان) منسیر صاحب چہ خوک ہم وی، ہغہ تہ دا پکار دی چہ مکمل د سوال تیاری کوی او دلته دہ ایوان تہ چہ راخی او صحیح جواب بہ ورکوی، د دوئی بہ ہم خان خلاصیری، زمونہ بہ ہم خان خلاصیری۔

جناب سپیکر: عبدالکریم خان۔

جناب عبدالکریم: سپیکر صاحب، د انفراسٹرکچر ذمہ واری خود ایس دی او او د اندسیری دہ کنہ، نو کم از کم د دہ Surety خود را کوی چہ یرہ دا انفراسٹرکچر بہ مونہ تہ تھیک کوؤ، د دہ Surety خود را کوی کنہ، دیکینی 18<sup>th</sup> amendment involve نہ دے کنہ جی۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان صاحب! آپ جواب دیں گے کہ۔۔۔۔

جناب عارف یوسف (پارلیمانی برائے سیکرٹری سی اینڈ ڈپٹی): سپیکر صاحب، اگر ہم ان رولز پہ نظر ڈالیں تو اس میں یہ رول 46 میں لکھا ہوا ہے کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: عارف یوسف!

محترمہ گلت اور کزئی: دا د لاء منسیر دے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سی اینڈ ڈبلیو: Not Law Minister, Sir۔ شکر یہ جناب سپیکر۔ اس میں سر، سپلیمنٹری کونسلین ہے۔ رول 46، اس میں سر! اگر ڈیٹیل سے اس میں دیکھا جائے تو اس میں ڈسکشن بالکل نہیں ہے، اس کے ساتھ ہی 47 ہے There shall be no discussion on any question or answer except as provided in rule 48 اور 48 کا اپنا پورا پروویسجر ہے، اس میں ڈسکشن بالکل نہیں ہے۔ تھینک یوجی۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان صاحب! شاہ فرمان صاحب! شاہ فرمان صاحب! وزیر اطلاعات: جناب سپیکر، بڑا ایک Simple سوال ہے اور اس کا پالیسی کے حساب سے جواب آیا ہے تو یہ اس کی ڈیٹیل ہاؤس کو بتانا، اس کے اوپر ڈیٹیل کرنا، میں اس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن یہ روایت نہیں ہونی چاہیے کہ ایک Simple سا سوال پوچھ کر پھر اس سوال کے وقت آپ اس کے اندر اتنی ڈیٹیل سے کونسلین کریں اور پھر اتنی Technicalities میں جائیں کہ خواہ مخواہ آپ یہ چاہتے ہیں، جناب سپیکر! مجھے آپ یہ بتائیں کہ کوئی بھی بندہ ہو، اس سے آپ یہ سوال کریں، اس سے آپ یہ سوال کریں کہ جی اگر جواب اثبات میں ہو تو حکومت نے مذکورہ صنعتی اسٹیٹ میں مراعات بحال کرنے یا مزید مراعات دینے کیلئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ اچھا، اب جو حکومت کی پالیسی ہے، وہ بھی بیان کی جاسکتی ہے اور وہ ہم بتا سکتے ہیں، اچھا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو مراعات ادھر دی گئی تھیں اور جس طرح وہ مراعات Withdraw کی گئیں اور ادھر حالات ان کے خراب ہیں، وہ سب کو پتہ ہے لیکن میں پھر سے یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ ڈیٹیل سے کونسلین کریں تاکہ جواب بھی ان کو ڈیٹیل میں ملے۔

جناب سپیکر: بیس منٹ کیلئے بریک کرتے ہیں، اس کے بعد باقاعدہ اجلاس شروع کریں گے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے اور نماز عصر کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جی، شاہ فرمان صاحب۔

وزیر اطلاعات: شکر یہ جناب سپیکر۔ انیسہ زیب صاحبہ کے سوال کے اوپر یہ ساری ڈیٹیل چل رہی ہے، میں اصولاً، میں نے بات کی کہ چونکہ سوال Simple ہے اور جواب بھی Simple ہے اور اس کے اندر جو ڈیٹیل اور Technicalities کی بات ہوئی، یہ سارا Genuine ہے لیکن چونکہ سوال کا حصہ نہیں تھا تو یہ روایت میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا کہ پھر سوال Simple آئے اور پھر اس کے اندر فلور کے اوپر

Complications ہوں اور پھر ان Complications کی وجہ سے ہر سوال کمیٹی کی طرف جائے تو اس لحاظ سے میں نے اصولاً ایک بات کی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ Expect کرتے ہیں، میں انیسہ زیب صاحبہ کی اور سکندر خان کی بات کے ساتھ Agree کرتا ہوں اور یہ سوال کمیٹی میں چلا جائے تو میرا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے صرف اپنا، (تالیاں) میں نے صرف اپنا Viewpoint سامنے رکھ دیا کہ Simple سوال ہو تو Simple جواب، تو اگر یہ سلسلہ شروع ہو گیا تو پھر بعد میں ہمیں تکلیف ہوگی۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

**Mr. Speaker:** Is it the desire of the House that the Question No. 1166, asked by the honourable Member, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say 'Aye' and those who are against it may say 'No'.

(The motion was carried)

**Mr. Speaker:** The 'Ayes' have it. The Question is referred to the concerned Committee.

(Applause)

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

1156 \_ جناب صالح محمد: کیا وزیر لیبر ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ صوبے میں تمام اوزان و پیمائش کے پیمانوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق کرنے کیلئے کوشاں ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران اس مقصد کے حصول کیلئے صوبہ بھر میں کتنی انسپکشن ہوئی ہیں اور اسکے کیا نتائج سامنے آئے ہیں۔ تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ محکمہ صوبے میں تمام اوزان و پیمائش کے پیمانوں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق کرنے کیلئے کوشاں ہے۔

(ب) محکمہ اوزان و پیمائش نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران اس مقصد کے حصول کیلئے صوبہ بھر میں انسپکشن کئے گئے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل	2008-9	2009-10	2010-11	2011-12	2012-13	2013-14، جنوری 2014
1	کل تصدیق شدہ تعداد اوزان	43290	52540	78862	71175	94529	70572



						دباٹ	
2865	4589	3968	3474	2755	1492	کل تصدیق شدہ بیڑوں پمپ مشین	2
1065	1936	1796	3295	2520	2369	کل تصدیق شدہ آئل ٹینکر	3
18805721/- روپے	13876522/- روپے	13379416/- روپے	13535687/- روپے	12377827/- روپے	5771883/- روپے	حاصل شدہ سرکاری فیس	4
19627	27662	19951	16722	15944	13647	کل تعداد انسپشن	5
1017	1760	1207	1064	513	366	کل تعداد چالان	6
156410/- روپے	1076600/- روپے	715850/- روپے	269500/- روپے	245100/- روپے	305500/- روپے	لیبر کورٹ کی طرف سے جرمانہ	7

1152 \_ جناب صالح محمد: کیا وزیر اوقاف، حج و اقلیتی امور ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ بھر کے مختلف مدارس، مساجد اور دیگر مذہبی اداروں کو الیکٹریک وائر کولرز، کمپیوٹرز اور دیگر اشیاء فراہم کرتی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنے مدارس، مساجد و دیگر اداروں کو مذکورہ اشیاء فراہم کی گئی ہیں۔ حلقہ وائر تفصیل فراہم کی جائے۔ نیز ان اشیاء کی خریداری میں تمام متعلقہ مروجہ قواعد و ضوابط کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؛

(ii) جو مدارس اور دیگر ادارے اس سہولت سے محروم ہیں، کیا حکومت ان اداروں کو بھی مذکورہ اشیاء مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائے؟

جناب حبیب الرحمان (وزیرزکوٰۃ، اوقاف، حج و مذہبی امور): (الف) محکمہ اوقاف کسی بھی مدرسہ،

مسجد یا دیگر مذہبی ادارے کو الیکٹریک وائر کولرز، کمپیوٹرز اور دیگر اشیاء فراہم نہیں کرتا۔

(ب) (i) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ محکمہ اوقاف نے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کسی بھی مدرسہ، مسجد یا دیگر ادارے کو مذکورہ اشیاء فراہم نہیں کی ہیں۔  
(ii) محکمہ اوقاف کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

### اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: اچھا جی، چھٹی کی کچھ درخواستیں ہیں، یہ ہاؤس کے سامنے (رکھتا ہوں): جناب شکیل احمد صاحب، سیشنل اسٹنٹ 05-03-2014 کیلئے؛ جناب صالح محمد صاحب 05-03-2014 کیلئے؛ جناب اکرام اللہ خان، ایم پی اے 05-03-2014 کیلئے؛ محترمہ نادیہ شیر صاحبہ 05-03-2014 کیلئے؛ جناب افتخار مشوانی صاحب 05-03-2014 کیلئے؛ محترمہ مہرتاج روغانی صاحبہ 05-03-2014 کیلئے؛ جناب فخر اعظم وزیر صاحب 05-03-2014 کیلئے؛ جناب وجیہ الزمان صاحب 05-03-2014 و 06-03-2014۔ یہ اسمبلی کے سامنے پیش کرتا ہوں منظوری کیلئے، منظور ہے؟

(تحریک منظور کی گئی)

ترقیاتی منصوبوں کیلئے کنسلٹنٹ کی تقرریاں اور

اس ضمن میں اٹھنے والے مالی بوجھ پر بحث

جناب سپیکر: اچھا۔ میں جنرل ڈسکشن شروع کرانا چاہتا ہوں Consultant کے اوپر تو میں سب سے پہلے سکندر خان، اچھا بابک صاحب! سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، نن چہ پہ ایجنڈا باندی کومہ اہمہ نکتہ د ڈسکشن د پارہ پرتہ دہ، پہ صوبہ کنبی چہ نوے حکومت راغلیے دے، د Consultant hiring چہ دے، دا بہ مونر پہ اخباراتو کنبی کتل او بیا د ہغی د پارہ ڊیر زیات Propagation ہم وشو او Advocacy ہم د ہغی د پارہ ڊیرہ زیاتہ وشوہ چہ نوے حکومت داسی فارمولہ رااوباسی چہ پہ ہغی بہ د کمیشن تصور نہ وی او بیا دا خبرہ ورسرہ ہم مونر واؤریدہ چہ کوم Executing Agencies دی، کہ سی اینڈ ڊیلیو دہ کہ پبلک ہیلتھ دے کہ ایریگیشن دے، دا درې ڊیپارٹمنٹ چہ دی، دا خبرہ ہم مونر واؤریدہ چہ د حکومت طرف نہ Repeatedly دا خبرہ راتلہ چہ د ہغوی د کار معیار چہ دے، ہغہ معیار صحیح نہ دے او بیا ڊیر اعتراضات پہ دغہ خبرو باندی راتلل۔ سپیکر

صاحب! دا درې واړه ډيپارټمنټس چې دي، که دا سي اينډ ډبليو دے، دا که پبلک هيلته دے، دا که ايری گيشن، د صوبې چې خومره بجهت وي، دا Executing Agencies دی او د انفراسټرکچر په حواله باندې د دوئ يو خپل کردار دے۔ يو دا چې په جون کبني بجهت پاس شوه دے، پکار خودا وه که د حکومت پالیسی وے او دا د هغوی د فيصلو يا د پالیسو يو حصه وه نو بيا نه وه پکار چې دومره وخت ضائع شو او د هغې نقصان څه وشو چې ستاسو هم علم کبني ده او د دې ټول هاؤس په علم کبني دلته مهنگائي چې ده، هغه ورځ تر ورځه چې ورځ تيريزی هغه مهنگائي چې ده، هغه سيوا کيری۔ بيا ظاهره خبره ده سپيکر صاحب! Estimated cost چې دے، هغه به هم په هغه رفتار باندې سيوا کيری او د دې سره چې کومه يره ده يا کومه خدشه ده، هغه دا ده چې Duplication وشو۔ اوس مونږ په دی خبره نه پوهيږو چې دا حکومت به غواړی، شايد چې هغوی د تيرو وختونو په موازنه کبني يا د هغې په مقابله کبني يودا سپيکټر Introduce کول غواړی چې شايد د دې حکومت په نظر کبني دا سسټم چې دے، دا بڼه وی خو سپيکر صاحب! مونږ چې ورته گورو چې دا Designing چې دا به هم کنسلټنټ کوی، 'سپرويزن' دے، دا به هم کنسلټنټ کوی او بيا بلونه چې دی، بی يو کيو چې ده، هغه به هم کنسلټنټ کوی، بيا نه پوهيږو چې دا د دې خلقو د کنسلټنټ راتگ په نتيجه کبني دا چې کوم Aligned departments دی يا دا کوم Executing Agencies دی، د دوئ کردار چې دے چې هغه په ډاگه شی ځکه چې مونږ ته خو لگی دا چې دلته يو Existing System موجود دے، پکار خودا وه، غوره خبره به هم دا وه چې مثال که سي اينډ ډبليو ده، کتل پکار وو چې آیا د هغوی Manpower برابر دے، کتل دا پکار وو چې د هغوی Capacity building چې دے، هغه هغسې شته، کتل پکار وو چې هغوی ته هغسې Mobility چې ده، هغه Available ده او بيا دا هم کتل پکار وو چې په کوم کوم ځانې کبني د دوئ د کار معيار معياری نه دے نو بيا ډيره زياته غوره خبره دا وه که چرې يو نوه سسټم Introduce کيدو، پکار دا وه چې دا نوه سسټم چې کله حکومت Introduce کولو، پکار دا وه چې دا ئے ډير زيات Open کړے وے او ډير ټيکنیکل خلق چې دے، سټيک هولډرز چې دی هغه ئے On board کړے وے۔

زمونږ د اطلاع مطابق دا دومره لويه نوې تجربه چې په صوبه كېنې حكومت راوستله Aligned departments چې دى، هغه On board نه دى، ستيك هولډرز On board نه دى، Even كه زه دا اووايم چې دا پاليسى حكومت د صوبې د پاره راويستې ده، د اپوزيشن چې خومره جماعتونه دى، هغه ستيك هولډرز چې دى، هغه په اعتماد كېنې نه دى، نوزه خو وينم دا چې د حكومت مدعا دا وه چې كميشن ختموؤ نوزه دا كنرم چې اوس كميشن Legalized شو، هغې ته يو Legal cover ملاؤ شو، ايگريمنټ وشو او بيا دا خبره چې دا خود Common sense خبره ده چې نن زما سى ايندې بليو د پيارټمنټ يا پبلڪ هيلټه يا ايرى گيشن د پيارټمنټ يوه كمره ماله په تيره لاکه باندې د هغې Cost Estimation كولو او كه هغوى Revision ته تلل نو چوده لاکه ته تلى وو، ساړهې تيره لاکه ته به تلى وو، نن خو سپيكر صاحب! دا د Common sense خبره ده چې ما د دې صوبې ټوله اے دى پى كنسلټنټس له وركړه، هغه به ماله د اتيا لكه وروپو كمره په اكيس لاکه روپئ جوړوى، وجه ئه دا ده چې هغه به خپل كميشن ته كورى خكه چې په Designing كېنې يا په پى سى ون كېنې كه د هغه سره په دوه پرستيه يا په څلور پرستيه يا په اووه پرستيه يا په اته پرستيه باندې خبره شوې وي نو دے به څه كوى؟ چې دے به دا Cost Estimation چې دے، دا به دے Escalate كوى؟ دى ته سوچ كول پكار دى سپيكر صاحب! چې د دې نه به صوبې ته فائده ډيره وي كه د دې نه به صوبې ته نقصان ډير وي؟ يوه- دويمه دا چې په ټوله صوبه كېنې چې زمونږ كوم Permanent employees دى، دا كه د هر د پيارټمنټ دى، دا كه د هر د پيارټمنټ وي، Irregularity راشى يا د كړپشن كيس داسې راشى، Mismanagement راشى، حكومت سره په رولز ريگولشن كېنې دا اختيار شته چې هغه رااونيسى، د هغه نه تپوس وكړى، د هغه نه به جواب چې دے، هغه به ترينه طلب كړى، د هغه سره به حساب كتاب وكړى- اوس بيا مونږ په دى خبره نه يو پوهه چې آيا حكومت مونږ ته دا خبره هم وكړى چې دا كنسلټنټ چې دے، دا د كوم رولز د كوم ريگوليشن د لاندې به د هغه نه تپوس كيږى، د هغه سره به حساب كتاب كيږى اويا به هغه جوابده كيږى؟ او بيا سپيكر صاحب! دلته خو زمونږ صوبائى خودمختارى چې ده، هغه هم ما ته پامال

بنڪاري، زه تاسو ته فگر وایم، په بلڊنگ کبني حکومت چي دے 23، ديرويشت کانسليٽنٽس چي دي، هغه هائر شوي دي ديرويشت، په دي ديرويشت کانسليٽنٽس کبني، په فرمز کبني 18 چي دي، هغه د صوبي نه بهر دي، د خيبر پختونخوا د صوبي نه بهر دي يا د اسلام آباد دي يا د لاهور دي يا د ڪراچي دي۔ په روڊز کبني سپيڪر صاحب! زما د اطلاع مطابق 18 کانسليٽنٽس چي دي، هغه يوولس پکبني د خيبر پختونخوا د صوبي نه بهر دي او اووه چي دي دا د صوبي دننه دي۔ په Bridges کبني سپيڪر صاحب! نهه Consultants hire شوي دي، پينځه د صوبي نه بهر دي او څلور چي دي، دا د صوبي دننه دي۔ په ديکبني ماته ډير لوء تضا د په دي وجه بنڪاري چي زمونږ د صوبي حکومت دا دعوي کوي چي زمونږ د دي صوبي حکومت چي دے يا د دي صوبي گورننس چي دے، دا مونږ مثالي جوړوؤ او باقي دري صوبي چي دي، دا به زمونږ تقليد کوي۔ زه دوي ته په هغه نظر نه گورم خو دا خبره ضرور کول غواړم او مثال ورکول غواړم، نن که دا Consultant hiring دے، 2014 دے، نن که هيلٽه ډيپارٽمنٽ دے او يا نن د دي يونيورسٽي په نامه باندې چي کوم د دي صوبي قيمتي زمکي، قيمتي زمکي پرائيويت ادارو ته ورکري کيري نوزه الزام نه لگوم خو دا خبره ضرور وایم چي د حکمران جماعت يو اعليٰ عهدہ دار چي دے، هغه زمونږ دا صوبه يرغمال کري ده او د ايسٽ انڊيا کمپني هغه صورت چي دے، هغه شکل چي دے، هغه دي صوبي ته ملاويري۔ (ٽالیاں) سپيڪر صاحب! Competency او Good governance بيا دي ته وائي او دا خود خپلي صوبي په مشنري باندې کهلې عام عدم اعتماد دے، کهلې عام کتل خودا پکار دي چي که سيکرتري دے، که ايڊيشنل سيکرتري دے، که ايکسيشن دے که ايس ڊي او دے، که سب انجنيئر دے، که انجنيئر دے، د دوي حکومت سره اختيار دے چي د هغوي نه تپوس وکري In time، چي کوم Stipulated time دے، کوم معيار دے، کوم مقدار دے چي هغه Ensure کري۔ سپيڪر صاحب، دا چي کوم Duplication دلته شروع شو، دا هم د ميڊيا د ملگرو د پاره وایم چي دا چي کوم کانسليٽنٽس دلته راغلي دي، هم هغه زمونږ د دي ډيپارٽمنٽ، دا که پبلڪ هيلٽه دے، دا که سي اينڊ ڊبليو ده، دا که ايريجيشن دے، پي سي ونز اوس هم هغه خلقو جوږ کري دي او

هغه کنسلټنټس صرف راغلی دی او برائے نام یی په هغې باندې دستخطې کړی دی، دا ډیره زیاته عجیبه خبره ده (تالیان) او دې ته کتل پکار دی چې مونږ کوم Hiring کوؤ د خپل ایمپلائز، دا که انجینئر دے، دا که ایس ډی او دے، دا که سب انجینئر دے، دا د دې صوبې Cream دی سپیکر صاحب! بیا چې کوم سیکنډ کیتگری کښې پاتې شی، هغه خلق لاړ شی ډائریکټ کنټریکټر سره او بیا چې هغه تهرډ کیتگری کښې کوم انجینئرز پاتې شی، هغه خلق لاړ شی کنسلټنټ ته، نن چې هغه تهرډ کیتگری، هغه به ټول قابل وی زه دانه وایم، هغه خلق نن راوستلې شو او زمونږ Seasoned چې کوم خلق وو، Skilled, experienced, cream, highly qualified خلق، د هغوی سره یو داسې Parallel نظام په دې صوبه کښې جوړ شو چې زه نه گنرم چې یا د دوی معیار برابر وی یا د دوی مقدار برابر وی۔ سپیکر صاحب! زمونږ به د حکومت نه دا خواست وی چې یو خو Already دا فنانشل ایټر چې دے، هغه دریم کوارټر چې دے، هغه روان دے او حکومت بیا د دې خپلې وعدې یا د دې خپل اعلان هغه تجدید کوی، اعاده ئے کوی چې بالکل نظام به اوس ډیر زیات صفا وی، کرپشن به نه وی، کمیشن به نه وی، سپیکر صاحب! دا ممکنه نه ده، په آپر ډیر کښې چې زه مثال ورکړم، په کوهستان کښې مثال ورکړم، په شانگله کښې ورکړم، بتگرام کښې ورکړم چې کومه ضلع وایم هغه پاتې کیږی، پینځویشته واړه ضلعې چې دلته Online contracting کیږی، د یونیم کروړ روپو او د دوه کروړه روپو کار چې دے، دا به په آپر ډیر کښې چې دا تاسو ورته ډیر Highly شفاف نظام وایئ، دا به دے څنگه کوی؟ دا داسې نظام شو سپیکر صاحب! چې کله مونږ د دې بلدیاتی الیکشن خبره کوؤ چې وائی په 'نان پارټی بیسز' وی، هم هغه الیکشن چې پولیټیکل پارټی ورله خپل Proxy name ورکړی او هغوی پکښې حصه واخلي، دا هغه کار جوړ شو چې آپر ډیر کښې یا په شانگله کښې یو سکیم، یوه تهپیکه چې ده، دا یو تهپیکیدار د دې ځانې واخلي، هم دغه کار دے چې دا به د آپر ډیر او دا به د شانگلې او دا به د بتگرام په تهپیکیدار باندې خرڅوی سپیکر صاحب! تاسو بیا پخپله اندازه وکړئ چې حکومت ته په کوم ځانې کښې گټه راغله یا خزانې ته څومره د دې نه آمدن راغلو؟ سپیکر صاحب! دا خود حکومت

فیصله ده، حکومت ته اختیار دے، زه دا گنرم چې دا د حکومت په خزانه باندې، زما د خپلې اندازې مطابق 35% یا 40% یا 45%، د 35% نه واخلئ تر 45% پورې چې دا کوم اضافی بوجه راغلو، مونږ په دې خبره نه پوهیږو چې په صوبه کښې بیا نوے حکومت د ریونیو جنریشن د پاره کوم نوے سیکتر داسې کھلاؤ کړی چې هغه ریونیو چې ده، هغه به دې ځانې نه رااوچتوی او دا Extra expenses به بیا هلته Accommodate کوی؟ زمونږ خو به سپیکر صاحب! حکومت ته دا خواست وی سره د دې، چې څومره دې ته دوی Innovative initiative وائی، زه دا گنرم چې دا د دې صوبې د پاره، دا صوبه یرغمال شوه، دا صوبه په یو طرز باندې، په یو طریق ه باندې دا خرڅه شوه، زمونږه Cover که 60 billion دی یا که 200 billion دی، هر څومره بلین چې دی، زمونږ د یو پلیمنټ فنډ هغه کرپشن چې دے، هغه بالکل Centralize شو او زه نه الزام لگوم، نه گمان کوم او نه شک کوم خو په ډاگه دا خبره کوم چې اول که دا خبره شاید چې د تیبل د پاسه کیده، دا کار چې دے، دا به اوس د تیبل Drawer ته به، هغه Centralized پیسې چې دی، دا که دوه پرسنت اخلی، دا که درې پرسنت اخلی یا که درې نیم پرسنت اخلی، دا به هلته راځی سپیکر صاحب، زمونږ به د حکومت نه دا غوښتنه وی چې دا صوبه دا تجربه گاه نه ده، دا چې په هر څیز کښې حکومت نوې نوې تجربې کوی، سوال بیا دا دے چې د دې صوبې خلقو بیا گناه کومه کړې ده، د ډیرې فراخدلئ یا د ډیرې نیک نیتئ خبره خوبه دا وه چې دلته که د یو فرد د خوشحالولو د پاره یا د یو فرد د Oblige کولو د پاره دا ټوله صوبه په هر سیکتر کښې یرغمال کیږی، زه دا گنرم سپیکر صاحب! چې دا د صوبې سره انتهای ظلم دے، د دې سره نه کرپشن ختمیږی، نه کمیشن ختمیږی او هغه ایگریمنټس پکار دا دی چې حکومت وړاندې چې کوم کنسلټنټ سره ایگریمنټس کړی دی، په Percentage باندې او Legalize کړے دے هغه شے ځکه چې دې ټول قوم ته هم دا پته ولگی چې که اول----

جناب سپیکر: شکریه۔

جناب سردار حسین: که اول Unofficial commission ملاویدو، پکار دا ده چې اوس حکومت دې ټول قوم ته هغه ایگریمنټس په ډاگه کړی چې دا کمیشن چې

دے، دا به اوس حکومت په خپل لاس ورکوی د يو ايگريمنټ د لاندې، د يو  
معاهدې د لاندې۔ سپيکر صاحب! مهرباني۔

جناب سپيکر: تھينک يوجي۔ سکندر خان! اس کے بعد سليم خان! آپ کو۔

جناب سکندر حیات خان: ډیره مهربانی، جناب سپيکر! ستاسو مشکور یم چې دې اہم  
موضوع باندې د ما ته د خبرو کولو موقع را کړه۔ جناب سپيکر، مونږ ټول د دې  
هاؤس ممبران چې دی، دا د دې صوبې نمائندگان یو او دا فورم د دې صوبې  
ټولو کښې لوتے فورم دے، دا یو پالیسی ساز ادارہ ده او بنیادی طور باندې  
ډسکشن دې د پاره کیږی چې کوم صوبې ته راروانې مسئلې دی چې هغې له حل  
را او باسو او د هغې یو لاره د هغې د پاره مونږ اوتاکو۔ خلق چې مونږ له ووت  
راکړی په دې سوچ ئے راکړی چې یرہ دوی به زمونږ نمائندگی کوی او زمونږ د  
مسئلو د پاره حل به را او باسی، جناب سپيکر! زمونږ د صوبې بد قسمتی دا ده  
چې یو طرف ته که وگورو نو د عالمی طاقتونو یو داسې جنگ په مونږ باندې  
مسلط شوے دے چې هغې کښې روزانه مونږ سوچ کوؤ لکيا یو، د هغې په نتیجه  
کښې وینه هم زمونږ توئیرې لکيا ده او انفراسټرکچر هم زمونږ تباہ کیږی او  
ورسره ورسره زمونږ معیشت هم خرابیږی لکيا دے۔ بل خوا ته چې گورو نو په  
ملک کښې نورو ځایونو کښې ترقی کیږی او چې کوم ځانې کښې ټولو کښې  
زیات ضرورت دے، د هغې صوبې بد قسمتی دا ده چې یا خو هلته هغه شان  
صحیح پلاننگ او نشی او یا که فرض کړه را هم شی نو هغه هم بیا هغه لحاظ سره  
صحیح استعمال نشی او صحیح د هغې هغه Need کوم د هغې دے، د هغې دغه  
نه کیږی۔ کله چې دا موجوده حکومت وجود کښې راغلو، د دې Major چې  
کوم پارټنر دے، Major کوم دغه دے، تحریک انصاف ډیرې وعدې کړې وې  
قوم سره، په هغې کښې د کرپشن ختمولو او د Transparency راوستلو وعده هم  
کړې وه، ډیره بڼه خبره ده، مونږ ټول د هغې حمایت کوؤ، مونږ ټول د هغې تائید  
کوؤ خو جناب سپيکر! چې ته یو وعده وکړې او تا د هغې د پاره تیاری نه وی  
کړې نو د هغې به بیا دا حل را اوځی چې ته به Makeshift policies جوړوې او  
Makeshift policies کښې اکثر دا چل وشي چې مونږ داسې گھیر شو چې بیا په  
هغې کښې نه پوهیږو چې دا مونږ څه وکړل او څه مو او نکړل او دا کوم طرف ته



روان یو؟ نن داسې صورتحال سره دا صوبه مخامخ ده۔ بابک صاحب ډیر صحیح خبره وکړه، اته میاشتی تیرې شوې لا اے دی پی باندې هغه شان کار نه دے شروع شوه، دې نه مخکېني اسمبلو کبني بار بار دا خبره به اوچتیده جناب سپیکر! چې یره کوم زمونږ Aligned departments دی، د هغوی دا فنډ چې دے، دا اخره پورې اوساتی او بیا اخری میاشت کبني د هغې Releases اخلی او هغه هغه شان بیا صحیح استعمالیری نه، خو جناب سپیکر! چې اوس مونږ که اوگورو نو د دې پالیسی په نتیجه کبني خو هم هغه کار کیری لگیا دے ځکه چې خبره بیا هغې ته راغله چې اته میاشتی تیرې شوې، څلور میاشتی پاتې دی، په دیکبني په جون کبني Financial closing چې شروع شی نو هغې کبني، بل هغې کبني هم هغه شان کار نه کیری نو دا به هم هغه صورتحال جوړیری۔ جناب سپیکر! عجیبه خبره دا ده چې یو Duality راغله، یو طرف ته پکار دا وه چې که کرپشن باندې یا Transparency باندې فوکس وو نو پکار دا ده چې مونږ د خپل ډیپارټمنټس Capability او Enhance Capacity صحیح کړې هم وې او دا هم کوشش کړے وے چې هغې کبني هم صحیح لارې ته او صحیح Transparency د هغوی پکبني راوستې وے۔ دلته کبني دا وشو چې اووئیلې شو چې یره کوم Role چې د چیف انجینئر وو، کوم Role چې د ایس ای وو، کوم Role چې د ایکسیئن وو، کوم Role چې د ایس ډی او وو چې یره دا د بل چاته حواله شی، بس دا به د دې مسئلې حل رااوباسی۔ اوس جناب سپیکر! که وگورو نو یو طرف دا څلور Aligned departments چې دی، هغې کبني په زرگاؤ کسان دی او د هغوی Experience هم شته، تنخواگانې هم هغوی اخلی، بل خواته اوس مونږ د هغوی د کار د پاره کنسلټنټس راوستل چې یره کوم کار چې هغه چیف انجینئر یا ایس ایز یا ایکسیئنز به کوی، هغه کار د کنسلټنټ ته حواله شی او بیا د هغې د پاره سات پرسنټ، آټھ پرسنټ، دس پرسنټ داسې د هغې دغه شوه دے۔ جناب سپیکر! دا خو Already زمونږ ډیر Meager resources دی، ډیر کم زمونږ دغه دے، کوم چې زمونږ ضرورت دے، کوم طریقې سره چې دلته کبني Massive development پکار دے، د هغې په دغه کبني خو مونږ سره د هغې مطابق Resources نشته او هغه لږ Resources کبني هم چې مونږ دا دغه شروع کړو

چي Dualization راشي او هغه پيسې ضائع كيدل شروع شي، بيا ورسره ورسره دا هم اوشو جناب سپيڪر! چي سي ايس آر هم Revise ڪرڻ شواو مارڪيٽ ريتس او وٺيل شي، Already دا ڪومه اڃا پي چي جوڙ ده، ڪه ديڪيني يو سڪيم دڙ دس ملين سڪيم چي هغه تاسو مارڪيٽ ريت ته Convert ڪوئي نو ڪم از ڪم دا به پندرہ ملين يا بيس ملين ته د هغي ڪاسٽ وي، نو Already هغه سڪيم به پورا ڪيري نه، مونڙ به خپل هغه دغه هغه شان Achieve ڪولڙ هم نه شو، صرف On paper يو شے بس دلته ڪيني مونڙ دغه ڪرو چي يره دومره بلين اڃا پي مونڙ اناؤنس ڪره او وائي دڙ سره به ڊير لويه ترقي راشي خو اصلي خبره دا ده چي On ground به ڪه صورتحال وي، ڪه دغه به وي۔ بيا جناب سپيڪر! په دڙ باندڙ هم سوچ نه دڙ شوڙ چي زمونڙ دلته ڪيني چي ڪوم فنانشل رولز Apply ڪيري، هغي ڪيني Main دغه د جي ايف آر ورته وائي چي هغه Apply ڪيري۔ آيا دا ڪومه Present policy چي ده، آيا دا د جي ايف آر مطابق ده او ڪه نه ده؟ ڪه چي زما د اطلاعاتو مطابق چي دڙ، دا د جي ايف آر هم Against ديڪيني شقونه شته، نو جناب سپيڪر! دا مونڙ ڪوم طرف ته دا شے بوخو او ڪه طرف ته دغه ڪوڙ د Annual Development Plan يو طرف ته هغه انفراسٽرڪچر چي ڪوم ضرورت وي د صوبي، هغه جوڙول هم وي خو ورسره ورسره د دڙ يو بل، يو Secondary role چي دڙ، هغه اڪانومي ڪيني يو Stimulus پيدا ڪولو د پاره چي اڪانومي روانه شي، دغه يو Role هم دڙ، هغه Role هم چي اوسه پوري ڪار شروع نشو، په دڙ خلور مياشتو ڪيني به ڪه دغه وي نو هغه Role هم د دڙ د وچي نه پاتي شو او Delay شو۔ بيا جناب سپيڪر! اصل خبره بيا داراخي چي ڪه به ڪيري، اڃا پي به Lapse ڪيري۔ په وٺيلو باندڙ خو په دڙ هيڃ اثر نشته خو جناب سپيڪر! د دڙ ڊير لوئي Implications دي، چي اڃا پي Lapse شي، سببا به تاسو ته فيڊرل گورنمنٽ دا وائي چي ستاسو دومره Capacity نشته چي تاسو خپل فنڊز اولگوي، نو مونڙ د وٺي تاسو له فنڊز درڪرو؟ تاسو يو Justification هغوي له ورڪوئي لگيا يئ چي هغوي سببا تاسو ته دغه اوڪري چي پي ايس ڊي پي ڪيني ستاسو شيئر د ڪم ڪرڙ شي، Already مونڙ ته د خپلي حصي نه ڪم شيئر په پي ايس ڊي پي ڪيني ملاويري خو چي دا تاسو دغه والا

ور کوئی، فاطا سره هم داسې کيږي، فاطا کښې هغوی اے ډی پی انوائنس کړی، بیا ورته وائی چې یره چونکه تاسو سره Capacity نشته نو تاسو ته مونږ ریلیز نه کوؤ، مونږ تاسو ته دغه نه کوؤ۔ جناب سپیکر! دا مونږ کوم طرف ته خیزونه بوتلل غواړو او مونږ څه کول غواړو؟ جناب سپیکر! پکار دا وه چې په دې باندې یو Consensus building شوه وے او یو پریکټیکل طریقہ کار ویستلے شوه وے، که جذباتی فیصلو باندې په دې دغه باندې چې یره بس یو نوم د خان له جوړ کړو یا بعضې خلق د لږ خوشحاله کړو، په هغې باندې روان یو نو دا د صوبې خدمت نه دے بلکه دا د صوبې منافې پالیسیز دی۔ جناب سپیکر! بابک صاحب صحیح طرف ته اشاره او کړه چې که اوگورو نو دیکښې زیات تر کنسلټنټس د بهر نه راغلل او زیاته فائده د نورو صوبو خلقو ته اورسیده ځکه چې دلته کښې زمونږ صوبه کښې خود تیر څو کالو نه دا کوم حالات چې جوړ دی، دلته خو هسې هم څوک کار نه کول غواړی او نه دغه کوی، هغه کوم لږ ډیر دی هم نو د هغوی هغه شان Capacity نه ده او دا کوم رولز او کوم طریقې سره چې هغې د پاره طریقہ کار کنټل شوه دے، لوکل کوم چې انجینئرز دی، لوکل چې کوم فرمز دی، هغوی ته هغه شان سپورټ نه دے ورکړے شوه۔ جناب سپیکر! چې مونږ د خپلو خلقو خیال اونه ساتو، مونږ د خپلې صوبې د انجینئرز، د خپلې صوبې د بزنس، د خپلې صوبې د فرمز مونږ خیال اونه ساتو نو که ستاسو دا خیال وی چې پنجاب والا به ئے ساتی، سندھ والا به ئے ساتی، بلوچستان والا به ئے ساتی جناب سپیکر! هغوی دومره اوزگار نه دی چې هغوی ستاسو د صوبې د خلقو خیال اوساتی۔ (تالیان) جناب سپیکر! زه اوس هم دا وایم چې حکومت ته خپله غلطی منل پکار دی، که په یو دغه باندې یو غلطه پالیسی وی او که هغه سرے ایډمټ هم کړی خپل دغه نو دا څه دومره لوتے دغه نه دے، دا د صوبې مفادو د پاره که یو غلطی ایډمټ کول هم وی نو پکار ده چې ایډمټ د کړے شی جناب سپیکر۔ مونږ جناب سپیکر! که اوگورو ډیر وروستو پاتې شو، تاسو به تلی یی، لاهور ته به تلی یی، پنجاب به تاسو کتلے وی، سندھ ته به تاسو تلی یی، هلته چې مونږ لاړ شو، مونږ ته داسې بنکاري چې زمونږ دا صوبه چې ده، دا شل کاله او دیر ش کاله وروستو پاتې شوه، جناب سپیکر! پکار دا ده

چھی مونبر دې طرف ته توجه ورکړو چې دا صوبه په خپلو پښو باندې اودروؤ او دې صوبې دا کومې مسئلې چې دی، دا کوم Backwardness چې دے، دې طرف ته مونبر توجه ورکړو، نه که مونبر خپل پالیسو په نتیجه کښې هغې کښې اضافه اوکړو۔ جناب سپیکر! زه اوس هم دا گنرم چې پکار دا ده چې حکومت د خپله غلطی او منی او دیکښې د پریکټیکل طرف ته، یو پریکټیکل سوچ طرف ته د راشی او دا دغه د اوشی نوڅه دې کال والا خو چې څه اوشو هغې خو اوشو، هغه خو تائم تاسو ته واپس نه ملاویری خو چې آئنده د پارہ کم از کم دا غلطی Repeat نشی او هم دغه زمونبر د اپوزیشن خبره وه چې مونبر دا غوښتل دا پوائنٹ، خبره دې وخت کښې تاسو ته پوائنٹ آؤت کړو چې سبا بیا تاسو دا ونه وایئ چې یره مونبر بجهت جوړولو او چا دا خبره هغه وخت کښې نه وه پوائنٹ آؤت کړې، مونبر مخکښې نه تاسو ته دا وارنگ درکوؤ۔

جناب سپیکر: شکر یہ جی۔

جناب سکندر حیات خان: چې دا دې وخت سره دا غلطی تھیک کول پکار دی۔  
شکر یہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: مہربانی، مہربانی۔ جناب سلیم خان صاحب۔ اس کے بعد منور صاحب بات کر لیں گے۔  
جناب سلیم خان: شکر یہ جناب سپیکر صاحب۔ سر، آپ کی کرسی کا بڑا احترام کرتے ہوئے کہ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور آپ کیلئے اس ہاؤس کے سارے ممبران یکساں ہیں، ایک تھوڑا سا گلہ میرا ہی ہے کہ اس اسمبلی کے اندر ایک پارٹی کی ہم نمائندگی کرتے ہیں، چاہے کم ہیں چاہے زیادہ ہیں مگر بعض دفعہ جو ایجنڈا ہمارے سامنے ڈسکشن کیلئے ہوتا ہے، سامنے رکھا ہوتا ہے مگر پیپلز پارٹی کو اس میں موقع نہیں دیا جاتا اور میری گزارش یہی ہے کہ آپ ساری پارٹیز کو یکساں اگر موقع دیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔  
Secondly Sir, جو ایجنڈا ہمارے سامنے ہے، یہ کنسلٹنٹس کی تقرری کی جو بات ہے، اس میں سر! میں یہی کہوں گا کہ میرے خیال میں یہ بھی ایک تجربہ ہے، جس طرح ہمارا ملک ہمیشہ چھیا سٹھ سالوں میں انہی تجربات سے گزر کے آ رہا ہے اور جو بھی کام ہم کرتے ہیں، وہ چار سال پانچ سال بعد پھر نئی حکومت آتی ہے، اچھا کام ہو یا کوئی برا کام ہو، پالیسی چینیج ہوتی ہے، پھر وہ تجربہ ہوتا ہے، پھر نیا تجربہ سے شروع کیا جاتا ہے۔ تو یقیناً یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک تجربہ ہے گورنمنٹ کی طرف سے۔ جس طرح

بابک صاحب نے اور سکندر صاحب نے بات کی، بہت Valid points انہوں نے اٹھائے ہیں اور میں اتفاق کرتا ہوں ان کے ساتھ کہ سر! یہاں پہ ایک تو Good governance کی بات ہو رہی ہے،۔ ٹرانسپیرینسی کی بات ہو رہی ہے، Good governance یہی ہے کہ جو Available resources ہمارے پاس ہیں، جو Human resources ہمارے پاس ہیں، ان کو بہتر Utilize کرنے کی ہم کوشش کریں۔ ہمارے پاس Already ایک محکمہ ہے، اس میں اتنے سارے لوگ موجود ہیں اور اب ان سارے لوگوں کو چھوڑ کے پرائیویٹ لوگوں کو ہم Hire کر رہے ہیں اور ان کے اوپر ہمارا اعتماد نہیں ہے اور پرائیویٹ لوگوں کے اوپر ہمارا اعتماد ہے کہ کہیں اچھے کام کریں گے یا Transparent لوگ ہیں اور یہ کام صحیح کریں گے۔ اگر ہم یہی سمجھتے ہیں کہ پہلے وہ دو بندے ہوتے تھے، ایک ٹھیکیدار اور ایک ڈیپارٹمنٹ، ابھی تیسرا ایک بندہ آ کے بیچ میں وہ بھی حصہ دار بنا ہوا ہے اور Definitely ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ جو سلسلہ چل رہا تھا ڈیپارٹمنٹس کا، اس میں ایک اور حصہ دار آ کے ابھی بیٹھا ہوا ہے کنسلٹنٹ کے نام سے اور باقاعدہ اس پہ تین پرسنٹ Consultancy کیلئے الگ رکھا گیا ہے کہ یہ کنسلٹنٹ کا ہے، وہ اپنی Consultancy کیلئے لے گا۔ بہت افسوس کی بات ہے کہ جو Already سی ایس آر ریش اتنے High ہیں، اس کے اوپر مزید اب اس کو ہم بڑھا رہے ہیں۔ ایک کمرہ پچھلے دو سال تین سال پہلے ایک کلاس روم گیارہ بارہ لاکھ میں بن رہا تھا، وہ آج اکیس لاکھ میں بھی نہیں بن رہا اور اس طرح اگر ایک ہائی سکول ایک کالج ہم بنائیں گے تو وہ تو کروڑوں روپے میں اس کا بجٹ ہو گا اور کس طرح یہ غریب صوبہ جو ہے، اس کو Meet کرے گا؟ سر! کنسلٹنٹ کی جب ہم انفارمیشن لیتے ہیں تو ہمیں معلوم یہی ہوتا ہے کہ کنسلٹنٹ کے پاس جو لوگ ہیں جو ٹیکنیکل لوگ ہیں، یہ وہی لوگ ہیں کہ یا تو مختلف ڈیپارٹمنٹ سے ریٹائرڈ ہو کے ان کے پاس چلے جاتے ہیں یا وہی لوگ ہیں کہ سب سے پہلے کمیشن میں Apply کر کے گورنمنٹ (سروس) میں آنے کی کوشش کرتے ہیں جب چانس نہیں ملتا، پھر یا تو این جی اوز کے پاس چلے جاتے ہیں یا پھر یہ لوگ جا کر انہیں کنسلٹنٹس کے پاس جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ میرے خیال میں جو Competent لوگ ہمارے پاس ہیں، ان کی Capacity کو Build کرنے کی بجائے، ان کو بہتر گائیڈ کرنے کی بجائے ہم تیسرے بندے کو لا کر بٹھا رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ ایک نیا تجربہ ہے اور جہاں تک ہم اس کو Feel کر رہے ہیں کہ یہ تجربہ بھی شاید اللہ نہ کرے کہ ایک ناکام تجربہ ہے اور یہی لوگ، جس طرح یہاں پہ بابک صاحب نے کہا کہ ہمارے صوبے میں جناب سپیکر صاحب! اتنی بے روزگاری ہے کہ

آپ اگر باہر جا کر سڑکوں پہ دیکھیں سارے گلکار مزدور لوگ جو ہیں، وہ سڑکوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، دن کی دیہاڑی کے انتظار میں اور یہ جو کنسلٹنٹس آئیں گے، اس میں بتایا یہی گیا کہ یہ لوگ اٹھارہ میں گیارہ بندے جو ہیں، اس صوبے سے باہر ہیں اور وہ لوگ آئیں گے اور یہی صوبے کے Resources جو ہیں، وہ اس صوبے سے باہر لوگوں کی جگہوں میں جائیں گے اور یہی ہمارے اپنے لوگ جو ہیں، یہ بے روزگار ہو کر بیٹھے رہیں گے اور Already بہت سارے لوگ اس صوبے کے اندر جو بڑے بڑے کام کر چکے ہیں، جو کنٹریکٹرز ہیں، ان کے بڑے بڑے تجربات ہیں، وہ سارے لوگ آج کل یا اپنا سامان مشینری یہاں سے شفٹ کر کے کہیں اور جا رہے ہیں یا وہ یہی ہیں کہ بے روزگار بیٹھے ہوئے ہیں، ان کے پاس ہزاروں کی تعداد میں جو Skilled labour ہے، مختلف Labourers ہیں، وہ سارے بے روزگار بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو سر! میرے خیال میں اس سے جو بے روزگاری صوبے کے اندر ہے، اس کو ہم مزید بڑھا رہے ہیں کنسلٹنٹس لاکے، اور سر! تیسرا جو ہے، یہ اے ڈی پی جب بن رہی تھی تو ڈیولپمنٹ بجٹ جو ہے، وہ تقریباً 83 ارب روپے کا یہاں پہ ڈیولپمنٹ بجٹ پیش کیا گیا اور ہم بڑے خوش تھے کہ اس صوبے کا بجٹ ہے اور یہاں پہ یہ Utilize ہو گا اور لوگوں کو فائدہ ہو گا اور اسی میں سے بہت ساری روزگار کی Opportunities لوگوں کو ملیں گی مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ آٹھ مہینے گزر گئے، نو مہینے گزر گئے، اس 83 ارب روپے کی جو اے ڈی پی تھی، اس میں سے ایک اینٹ بھی کہیں نہیں رکھی گئی ہے، بہت افسوس کی بات ہے۔ سر! تیسرا جو ہے، اب کنسلٹنٹس کی جو بات ہے، اگر پہلے ڈیپارٹمنٹ سے کوئی غلطی ہوتی تھی، کوئی کرپشن کے کیسز رپورٹ ہوتے تھے تو ڈیپارٹمنٹ کا جو آفیسر ہے، انجینئر ہے، سب انجینئر ہے یا ایکسپٹ ہے، سپرینٹنڈنگ انجینئر ہے، سارے ذمہ دار لوگ ہیں اور ان کیلئے باقاعدہ سزا اور جزا اس میں مقرر ہوتا تھا، اب یہ جو لوگ ہیں، پرائیویٹ لوگ ہیں، یہ آئے ہیں اور یہ کوئی غلط کام کریں گے، کوئی بلڈنگ تعمیر کریں گے، سال دو سال بعد اگر وہ گر گئی تو کنسلٹنٹ کو ڈھونڈنے ہم کدھر جائیں گے، وہ کدھر ہو گا؟ (تالیاں) کس کے پاس چلے جائیں اور ان کیلئے کیا سزا مقرر ہے؟ اور یہ خدشات آج ہمارے ذہنوں میں ہیں کہ یہی کنسلٹنٹس آئیں گے اور لوٹ مار کریں گے اور چلے جائیں گے، ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا، کوئی دبئی میں بیٹھا ہو گا، (تالیاں) کوئی جا کر عرب امارت میں اپنی Consultancy شروع کر چکا ہو گا، تو اس میں میرے خیال میں ہم ان کو وہاں سے پکڑ کر نہیں لاسکیں گے۔ تیسرا سر! یہاں پہ مختلف جو Backward areas ہیں، جو پسماندہ علاقے ہیں، جو

خاص کر Tough areas ہیں جس طرح میرا تعلق پتھرال سے ہے، جس طرح کوہستان ہے، جس طرح دیر پر ہے، جس طرح شانگلہ ہے اور یہاں پہ تو رغر ہے، مختلف ایسے Backward areas ہیں، دور دراز علاقے ہیں اور Tough areas ہیں، وہاں پر سر! ابھی سے میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ یہی کنسلٹنٹس جو ہیں، وہاں پہ جانے کیلئے تیار نہیں ہیں، سر! میرے اپنے ضلع سے ایک ٹینڈر آیا ہوا تھا، سکولوں کی کنسٹرکشن تھی، دو دفعہ ٹینڈر لگایا گیا، کسی کنسلٹنٹ نے اس پہ دلچسپی ظاہر نہیں کی۔ ابھی وہاں پہ کون جائے گا، شانگلہ کون جائے گا، کوہستان کون جائے گا، تو رغر کون جائے گا؟ یہ لوگ جو ہیں، یہی جو پرکشش ضلعے ہیں، جیسے پشاور ہو گیا، چارسدہ، مردان، جو نزدیک علاقے ہیں، یہی پنجاب کے لوگ ہیں، یہاں پہ آ کے کام کریں، جو پسماندہ دور دراز علاقے ہیں، وہاں پہ نہیں جائیں گے، ان کو ہم زبردستی وہاں پہ نہیں لے جاسکتے اور وہاں کے جو کام ہیں، وہ کون کرے گا؟ یہ بہت سارے خدشات جو ہیں جی، ہمارے ذہنوں میں اور یہ پرابلمز ہیں اور ان شاء اللہ یہ سر! آپ کو بھی پتہ چل جائے گا آہستہ آہستہ کہ یہ جوان علاقوں میں جانے کیلئے ابھی تیار نہیں ہیں، تو سر! یہ سارے بہت سارے خدشات ہمارے ذہنوں میں ہیں تو اس لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ جو حکومت کی پالیسی ہے، جو Decision ہے، Definitely حکومت نے بہتر سوچا ہو گا مگر یہ سارے خدشات جو ہیں، یہ ماضی میں ہیں، ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ تھینک یو ویری مج سر۔

جناب سپیکر: شکر یہ جی۔ جناب منور خان صاحب۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: تھینک یو، سر۔ جناب سپیکر! اسی Topic پہ جناب سردار حسین بابک صاحب، جناب سکندر خان نے بھی بات کی، یقیناً سر! اس صوبے کا جو بجٹ پاس ہوا ہے جون میں اور ابھی تک اسی کنسلٹنٹ کی وجہ سے یہ ساری سکیمیں ابھی تک شروع نہیں ہو سکیں۔ سر! آپ کے نالج میں بھی یہی ہے کہ جب گورنمنٹ کی ڈیولپمنٹ شروع ہوتی ہے تو بے روزگاری بھی ختم ہوتی ہے کیونکہ اسی ڈیولپمنٹ سے ہمارے علاقے میں جس کا کاروبار، کسی کا سرے کا ہے، کسی کا سیمینٹ کا ہے، کسی کی بھٹیاں ہیں، بھٹے ہیں اور اس میں کام کرنے والے ان سب کی روزگار لگ جاتی ہے، اگر کوئی Individual اپنا کام کرتا ہے تو اس سے بے روزگاری ختم نہیں ہوتی، جو گورنمنٹ کی ڈیولپمنٹ ہے، اس سے بے روزگاریاں ختم ہوتی ہیں سر، تو ان کنسلٹنٹس کی وجہ سے اس صوبے کا کافی ٹائم ضائع ہو گیا سر! اور جناب سپیکر! کنسلٹنٹ کا مطلب یہ ہے، بلکہ اس صوبے میں پہلے بھی کنسلٹنٹ لوگ موجود ہیں، گورنمنٹ ان کو Hire کرتی تھی لیکن کنسلٹنٹ کی ضرورت تب پڑتی ہے کہ جب کوئی بڑا پراجیکٹ ہو سر، کوئی این ایچ اے پراجیکٹ ہو،

کوئی ایف ایچ اے کا بڑا پراجیکٹ ہو تو اس میں ان کنسلٹنٹس کو Hire کرتی ہے لیکن یہاں پہ تو میرے خیال میں پرائمری سکول بھی، یادو کلو میٹر روڈ بھی اگر آپ بناتے ہیں تو اس میں بھی ہم کنسلٹنٹ مقرر کرتے ہیں، تو یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا (تالیاں) کہ گورنمنٹ کس طرف جا رہی ہے اور اگر اس کو یہ کنسلٹنٹس کے بارے میں پنجاب سے کوئی اس قسم کی بات آئی ہے کہ یہاں پہ صوبے میں Consultancy شروع کرے، تو پھر پنجاب گورنمنٹ یا باقی صوبے ہیں، وہ اس قسم کی پالیسیاں کیوں اپنے صوبے میں نہیں لاتے سر۔ جناب سپیکر! یقیناً بھی وقت ضائع ہو گیا اور آج سر! مجھے ایک چٹ ملی ہے کہ جلوزئی میں کوئی ہاؤسنگ سکیم ہے، مثال کے طور پر 20 فروری کو ٹینڈر کو کھولا گیا، 25 فروری کو اس کی انوائسمنٹ ہو گئی، اخبارات میں اشتہار ایک قسم کا تھا اور ڈی او کی لاگت دوسری قسم کی تھی (تالیاں) تو یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ اور ٹھیکیدار بھی اس کے Confused ہیں اور کل اخبار میں، 'مشرق' اخبار میں اس کے بارے میں، شاید آپ کی نظر سے گزرا ہو، بیان بھی آیا ہے کہ اس میں کافی گھپلے ہو گئے ہیں سر! (تالیاں) اور دوسری بات یہ ہے کہ جناب سپیکر! یہاں پہ ہم جتنے بھی اپوزیشن والے اور گورنمنٹ کی طرف سے ہیں سر! میں یہاں پہ یہ بات اس لئے کرتا ہوں سر! کہ میرا اپنا تجربہ ہے، پچھلی گورنمنٹ میں پراجیکٹ کمیٹیاں ہو ا کرتی تھیں سر! اور یہ میرا Personal experience ہے کہ وہ پراجیکٹ کمیٹیاں دو لاکھ کا کام جو ڈیپارٹمنٹ کرتا تھا، وہ پراجیکٹ کمیٹیاں ایک لاکھ پہ کرتی تھیں سر! (تالیاں) تو مجھے یہ بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ یار! یہ حکومت کا اپنے ایم پی ایز پہ بھی اعتماد نہیں ہے، کیا یہ سارے جو بیٹھے ہیں، یہ سارے کرپٹ لوگ بیٹھے ہیں؟ (تالیاں) اور جو دفاتروں میں لوگ بیٹھے ہیں، وہ Honest ہیں؟ میں آپ کو سر! یہ On the Floor یہ بات کہتا ہوں کہ مثال کے طور پر سر، میں اپنے حلقے کا، مطلب یہ کہ پریشر پمپ ایک لاکھ پہ کرتا ہوں سر اور ڈیپارٹمنٹ وہی پریشر پمپ چار لاکھ پہ کرتا ہے سر، (تالیاں) تو آپ بتائیے کہ آپ کا ایک ایم پی اے اپنے حلقے میں جتنا کام ایک لاکھ پہ کرتا ہے اور ڈیپارٹمنٹ وہ کام چار لاکھ پہ کرتا ہے سر۔ اب اگر آپ نے کنسلٹنٹس مقرر کر دیئے سر، تو یہ تو سر ڈبل ہو گئے، کنسلٹنٹس بھی ہو گئے اور وہاں جو سی اینڈ ڈبلیو یادو سرے محکموں میں بیٹھے ہیں سر، ان کا بھی، تو میرے خیال میں ایم پی ایز ویسے بدنام ہو گئے ہیں، فنڈ جتنا دفاتروں میں کمیشن وغیرہ پہ چلتا ہے سر، بدنامی آخر کار پھر ایم پی ایز کی ہوتی ہے کہ اب ایم پی ایز نے اپنا فنڈ Misuse کیا ہے سر، تو میری ریکویسٹ ہو گی کہ کنسلٹنٹس مقرر



کریں، یقیناً گورنمنٹ Consultancy میں جائے لیکن سر بڑے بڑے پراجیکٹس میں، اس قسم کے چھوٹے چھوٹے پراجیکٹس میں یہ اپنے ممبرز پر اعتماد کرے، میرے خیال میں جتنے بھی اپنے حلقے کے ممبران لوگ ہیں، وہ یہ چاہیں گے کہ میں حلقے میں اپنا کام صحیح طریقے سے کروں، اگر وہ اپنے حلقے میں اپنا کام صحیح نہیں کرے گا تو میرے خیال میں پھر جب بھی الیکشنز ہونگے، وہ ہمارے ان شاء اللہ ایم پی اے نہیں بیٹھا ہوگا۔ (تالیاں) تو چاہیے سر کہ اپنے حلقے کے ممبران پر اعتماد کریں اور میرے خیال میں کسی کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ اگر آج میں یہ بات اناؤنس کروں کہ پراجیکٹ کمیٹیاں ہونی چاہئیں یا نہیں؟ میرے خیال میں سب کہیں گے کہ لیں، میرے خیال میں حکومت کے ممبران بھی یہی کہیں گے اور یہ میرے خیال میں یہ Decide بھی ہونا چاہیے سر، اگر ہم یہ پنجاب میں اس قسم کی پابندیاں لگتی ہیں تو میرے خیال میں یہ اس اسمبلی کے ساتھ اور ایم پی ایز کے ساتھ ایک اعتماد کی وہ ہے کہ ہم اپنے لوگوں پہ ہم اپنے ایم پی ایز پر اعتماد نہیں کرتے سر، تو میں یہ چیز بھی آپ کے نالج میں لانا چاہتا ہوں اور دوسری بات سر! جو کہ بڑی Important ہے، حکومت کی جو مشینری ہے، بیوروکریسی ہے سر، اگر آپ کو اپنے بیوروکریٹس پر اعتماد نہیں ہے، ان کو آپ بار بار یہ چیلنج کرتے ہیں کہ میں آپ کو کان سے پکڑ کر یہاں سے باہر نکالوں گا، آپ کوئی کرپشن نہیں کریں گے (تالیاں) تو میرے خیال میں کوئی بیوروکریٹ ایسا نہیں ہوگا کہ آپ کی جو مشینری ہے، آپ کا جو کام ہے، وہ صحیح طریقے سے چلے سر۔ اپنے بیوروکریٹس پر سراسر اعتماد کرو، یہی گورنمنٹ جو ہے، یہی ڈیپلپمنٹل کام جو ہیں، یہی بیوروکریٹس آپ کو صحیح کام دینگے اور پھر اگر صحیح کام نہیں دینگے تب اپنے بیوروکریٹس پر آپ ہاتھ ڈال سکتے ہیں سر۔ تو میرے خیال میں سر! یہ بڑی زیادتی ہوگی اس صوبے کے ساتھ کہ ہم اپنے بیوروکریٹس پر اعتماد نہ کریں اور پنجاب میں بیٹھے لوگ ہم پر اپنی پالیسیاں مسلط کریں۔ تھینک یو، سر۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ یقیناً آج جو مسئلہ ڈسکس ہو رہا ہے، یہ بڑا اہمیت کا حامل ہے۔ جناب سپیکر صاحب! حکومت نے بار بار چیئنج کے نعرے لگائے اور یہ بڑی اچھی چیئنج انہوں نے لائی ہے جو Consultants hire کئے ہیں۔ ہماری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔ بہتر تو یہ تھا کہ یہ اپوزیشن کے 53 لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اگر ان سے مشاورت ہو جاتی، ہم سب سے، تو ہم انہیں کوئی بہتر

چینیج کی رائے دیتے۔ بہر حال میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو انہوں نے باہر سے لوگ لائے ہیں، پاکستان سے ہی لائے ہیں تو کیا اس صوبے کے اندر یہ لوگ ایماندار لوگ نہیں تھے؟ ان کی کمی تھی اور جو فرشتے انہوں نے لائے ہیں باہر سے جناب سپیکر صاحب! اگر انہوں نے ریزلٹ غلط دیا اور ان کی وجہ سے کوئی Mishap ہوا یا کرپشن ہوئی تو میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان سے کون جواب لے گا، وہ کس کو جواب دہ ہونگے؟ جناب سپیکر صاحب، محکمہ سی اینڈ ڈبلیو، محکمہ پبلک ہیلتھ اور محکمہ ایری گیشن، یہ جتنے بھی محکمے ہیں یہ حکومت کے محکمے ہیں اور ہمارا یہ ہر محکمے کے اوپر ایک منسٹر صاحب بیٹھا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً کچھ لوگ ایسے ہونگے جو اعتماد کے قابل نہیں ہیں اور اگر حکومت ان لوگوں کو شفافیت میں سزا دیتی، ان کی کرپشن کو سامنے لاتی تو وہ بہتر تھا بجائے اس کے کہ ان کے اوپر ایک کنسلٹنٹ کو بیٹھا دیا گیا اور جناب سپیکر صاحب! محکمے کے اندر بہت سارے ذمہ دار لوگ، ایکسیڈنٹ ذمہ دار ہے، چیف انجینئر ہے، ڈپٹی سیکرٹریز ہیں، سیکرٹری صاحب ہیں ان کے اوپر، اور ان کے اوپر ایک منسٹر بیٹھا ہوا ہے تو وہ ایک دوسرے کو جواب دہ ہیں اور اگر شفافیت محکموں کے اندر لائی جاتی تو میرے خیال کے مطابق محکموں کو آگناز کیا جاتا اور حکومت ان کے اوپر اعتماد کرتی۔ بہر حال جناب سپیکر صاحب! اس چینیج سے جو فائدہ پہنچا ہے اس صوبے کو، اس صوبے کو جو جناب سپیکر صاحب! فائدہ پہنچا ہے، نو مہینے ہونے کو ہیں، چوتھا کو اڑ شروع ہے اے ڈی پی کا، ابھی تک کوئی ترقیاتی کام شروع نہیں کر سکی حکومت، تو میں جناب سپیکر صاحب! حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اے ڈی پی کاربوں روپے کا فنڈ Lapse ہونے کا خطرہ ہے، اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اگر یہ ترقیاتی سکیمیں لیٹ نہ ہوتیں، ساتھ ساتھ بیٹنگ کنسلٹنٹس کا تجربہ آپ کر لیتے اور یہ سکیمیں چلتی رہتیں تو آج کم از کم ان کے اوپر کام شروع ہو جاتا ان سکیموں کے اوپر اور یہ اگر ایک ارب روپے کا سپیکر صاحب! پراجیکٹ ہوگا تو سات کروڑ روپیہ یا آٹھ کروڑ روپیہ اس میں سے کنسلٹنٹ کا کمیشن بن جائے گا، تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی اس صوبے کے عوام کے ساتھ یہ زیادتی کی گئی ہے اور جناب سپیکر صاحب! اگر دیکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جتنے ریگولر محکمے اس صوبے کے اندر ہیں، وہ بڑے قابل اعتماد ادارے ہیں اور یہ کوئی تعین نہیں کیا گیا ہے، یہ حکومت ہمیں بتائے کہ کس حد سے اوپر کنسلٹنٹس کی نگرانی میں کام ہوگا، تین کروڑ روپے سے اوپر، پانچ کروڑ روپے سے اوپر یا لاکھ روپے کی سکیموں میں بھی کنسلٹنٹس کو Involve کیا جائے گا؟ تو جناب سپیکر صاحب! حکومت ہر ایک کام اپنی مرضی سے کرتی ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کو کروڑوں روپے کے نقصان پہنچنے کا

خطرہ ہے۔ تو بیشک تجربہ کر لیں منسٹر صاحبان بھی اور حکومت بھی، ہم تو کہتے ہیں کہ اللہ کرے کہ اس کرپشن کو ختم کیا جائے لیکن جناب سپیکر صاحب! نوے دن کے اندر کرپشن ختم کرنے کا اعلان ہوا تھا اس ہاؤس کے اندر، آج تک میں نے نہیں سنا کہ کسی کرپٹ آدمی کو ہتھکڑی لگی ہو یا۔۔۔۔۔

ایک رکن: اب کرپشن نہیں ہوتی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: کس طرح کرپشن ہوتی؟ جناب سپیکر صاحب! کس طرح کرپشن ہوتی؟ آج تک یہ ڈیولپمنٹل کام شروع ہی نہیں کرا سکے ہیں، جب شروع ہونگے تو تب پتہ چلے گا کہ کرپشن ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی ہے (تالیاں) اور ابھی تک تو آپ نے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا ہے، جب سکیمیں چلیں گی تو پھر پتہ چلے گا کہ کنسلٹنٹس کیا آپ کو وہ ریزلٹ دیتے ہیں یا گھمے کیا ریزلٹ دیتے ہیں؟ بہر حال جو آپ نے محکموں کے اوپر بد اعتمادی کا اظہار کیا ہے، ہم اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور ابھی تک آپ نے گھمے کے کسی آفیسر اور کسی ذمہ دار کو کرپشن کے الزام میں گرفتار نہیں کیا ہے، نہ اس کو Suspend کیا ہے، نہ آپ نے اس کو Dismiss کیا ہے تو پھر اوپر سے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو آپ نے پاکستان سے لوگ لگائے ہیں، یہ کوئی فرشتے نہیں ہیں جناب! اور ہم دیکھ لیں گے ان فرشتوں کی کارکردگی بھی، اگر آپ نے اس میں کچھ بہتری لائی تو ہم آپ کو خراج تحسین پیش کریں گے، ہم آپ کو مبارکباد پیش کریں گے لیکن جو یہ اتنا بڑا نقصان صوبے کا ہوا ہے، 84 ارب روپیہ جو Lapse ہونے کا خطرہ ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اور جو کروڑوں روپے میرے خیال میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ اورنگزیب نلوٹھا صاحب! چیئر کو Kindly ایڈریس کریں، جو طریقہ ہے، آپ ڈائریکٹ چیئر کو ایڈریس کریں، ہاں ٹھیک ہے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: صوبے کا پیچیس کروڑ روپیہ جو میری معلومات کے مطابق کنسلٹنٹس کو دیا جائے گا تو یہ صوبے کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی، آپ کی بہت مہربانی، تھینک یو جی۔ اچھا سردار صاحب ایک بات کرنا چاہتا ہے اس کے بعد، سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: شکریہ سپیکر صاحب! ستاسو د موقع را کولو۔ سپیکر صاحب! ستاسو نوٹس کبھی راولم چھی پروں دلته زمونر فی میل ایم پی ایز چھی خومرہ وو، هغوی سپیکر صاحب! واک آؤت کرے وو او بیا دلته هال کبھی لبرہ بدنظمی پیدا شوې وه۔ سپیکر صاحب! دا هم ستاسو نوٹس کبھی راولم چھی بیا نن یوه بجه منسترا نفا رمیشن وو، بیا ٲول فی میل زمونر، زه هم ووم، شاه حسین صاحب وو، مونر هلته میتنگ او کرو او بیا د دوی چھی کوم ایشوز وو، هغه منسترا صاحب ته ما هم ریکویسٹ او کرو چھی دا خومرہ ایشوز دی زمونر د دې کولیگز، هغه او وئیل، ایشورنس ئے ور کرو چھی دا به زه سی ایم صاحب سره په دې باندي ډیره سنجیده خبره او کرم او چھی خومرہ حده پورې کیده شی، ایشورنس ئے ور کرو۔ سپیکر صاحب! زه بل ریکویسٹ دا کوم چھی پروں دلته که لبر داسې وه چھی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال شوی وو نوزه به دا هم ریکویسٹ او کرم چھی که هغه د کارروائی نه حذف شی، Expunge شی نو ډیره زیاته مهربانی به وی، سپیکر صاحب۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: جو غیر پارلیمانی الفاظ ہیں، اس کو حذف کرتے ہیں۔ اچھا نماز کا ابھی ٹائم ہے، میرا خیال ہے بریک کے بعد جو ہے نا، ساڑھے سات وہ کر لینے نماز کے بعد۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ میں جناب سراج الحق صاحب سے ریکویسٹ کرونگا کہ وہ 'وائنڈ اپ' سنبھل کر لیں۔ میں معذرت کرتا ہوں، ابھی ہال میں بہت تھوڑے لوگ ہیں لیکن بہر حال۔

جناب سراج الحق {سینیئر وزیر (خزانہ)}: سر! ان کو تھوڑا سا موقع اور دیدیں، خیر ہے۔

جناب سپیکر: اچھا پھر میں اس طرح کرتا ہوں، ایک منٹ، ایک منٹ، (شور) آپ تھوڑا حوصلہ کریں، میں بات کرتا ہوں۔ اس طرح ہے کہ ایک دواور کو چانس دوں گا کیونکہ بہت کافی، میں نے میڈم سے بھی ریکویسٹ کی، پرسوں ریکویسٹ کی میں نے کہ آپ تھوڑا Withdraw کریں، اس نے

مهربانی کی ہے۔ میں صرف نوابزادہ صاحب! آپ کو ایک دو منٹ، تاکہ حاضری بھی برابر ہو جائے، اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

نوابزادہ ولی محمد خان: تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔  
جناب سپیکر: بس مختصر بات کر لیں۔

نوابزادہ ولی محمد خان: جناب سپیکر صاحب! دیرہ مہربانی، تاسو پہ دے دے کبھی کبھی مونر تہ حصہ را کرلہ، زہ خو بہ د کنسلٹنٹ متعلق دا اووایم چہ زمونر سکندر صاحب ہم خبری او کرلہ، بابک صاحب ہم او کرلہ، سلیم صاحب ہم او کرلہ خو Actually جی دا کنسلٹنٹس چہ کوم دی، د دوی چہ کوم پروگرام دے یا کوم کارونہ چہ د دوی متعلق کیری، اصل کبھی زمونر دا دپارٹمنٹ ورکس اینڈ سروسز دپارٹمنٹ چہ کوم دے، پہ دیکبھی دیر بنہ تجربہ کار ایکسپٹنز، اوور سیٹران، ایس پی اوگان او د دوی خپل یو ڈرائنگ برانچ دے دنہ، سروے والا دوی سرہ ہم شتہ، پورہ دپارٹمنٹ دے دا۔ کنسلٹنٹ والا چہ کوم کار پہ چالیس لاکھ روپی باندی کوی، زمونر ورکس اینڈ سروسز دپارٹمنٹ دغہ کار پہ تیس لاکھ روپی باندی کوی او کارونہ دوی پہ دے حقلہ باندی لیت کری۔ زہ تاسو تہ پہ پختونخوا کبھی دیو خو د ستر کٹو نشاندھی کوم جناب سپیکر صاحب! او دے باندی تاسو غور او کرئ چہ یرہ د دے خہ حساب دے؟ دا بٹگرام د ستر کٹ، مانسہرہ د ستر کٹ، کوہستان او تورغر د کنسلٹنٹس دلا سہ، پہ 2005 کبھی چہ پہ کومہ زلزلہ کبھی کوم بلڈنگز دی یا خہ شے دے، تاسو اوسہ پورے او گوری چہ پہ دے اتہ کالو کبھی ہغہ کمپلیٹ نکرل او خومرہ پیسے پہ دے باندی جی خرچ شوے دی، خومرہ دوی د خاورے نہ، داسے بلونہ دوی جوڑ کری دی چہ د ہغی نہ ئے گتہ جوڑہ کری دہ خو زہ ہم دا وایم چہ کوم زمونر دا دپارٹمنٹ دے، ہغہ د دوی نہ ہزار درجے بہتر دے۔ کہ تاسو د دغہ شی موازنہ او کرئ او دا د ستر کٹس ستاسو پہ مخکبھی دی، پہ دے باندی تاسو سروے او کرئ چہ آیا د کنسلٹنٹ والا کار چہ کوم دے، دا پہ کومہ طریقہ دے؟ جناب سپیکر صاحب، یو خو دوی سرہ ستاف نشتہ، تھیکیدران چہ کوم دی، یو یو میاشت پہ دوہ دوہ میاشتو ہغوی انتظار کوی، د ہغوی کنکریٹ نہ کیری، تار کول د ہغوی نہ کیری، نور داسے مسائل چہ کوم دی، ہغہ دیر دی نو خومرہ چہ کارونہ دی، دا

دیر زیات لیت کبری او کہ پہ دے باندے د دغہ د پیارتمنتہ تہ کنسلٹنٹہ والو تہ بیس پرسنتہ ورکوی یا چالیس پرسنتہ ورکوی، دغہ پیسے د دوی د پیارتمنتہ کبھی خپل دننہ د دوی برانچ دے، کہ دوی وائی وائی چھی مونرہ کرپشن ختموؤ نو دغہ پیسے د بیس پہ خائی باندے د دس پرسنتہ دغہ د پیارتمنتہ والو تہ ورکری، ان شاء اللہ تعالیٰ د کنسلٹنٹہ نہ بہ دوی بہتر کار کوی۔ کوم د یزائن دے یا کوم دغہ دی، ہغہ تول بہ ان شاء اللہ تعالیٰ دا د پیارتمنتہ حل کوی، دا کنسلٹنٹہس چھی کوم دے، دا دے ملک د پارہ، دے صوبے د پارہ نقصان دہ دی۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

نوابزادہ ولی محمد خان: زمونرہ دا پختونخوا چھی دہ، دا خوما تہ داسیہ بنکاری جی چھی یو لیبارٹری دہ، کہ پہ بلدیات کبھی دہ نو دیکبھی بیا مونرہ تہ وائی چھی یرہ دا نوے دغہ راولو، کوم کنسلٹنٹہس دی ہغہ ورپسے مونرہ نوی راوستل۔ دغسے پہ ہیلتھ کبھی، پہ ہر د پیارتمنتہ کبھی دا نوے نوے تجربے دی، خدا ئے د پارہ د دے نہ د بس کری چھی کوم دا صوبہ دہ، پہ کومو حالات کبھی دہ، د کرپشن یا دغہ د خاتمہ د اوکری چھی دا د پیارتمنتہ سرہ لہرہ سختی ہم راشی، ہر شہ راشی نو دا صوبہ چھی کومہ دہ زمونرہ، دا بہ د یرہ بنہ شی۔

جناب سپیکر: جناب ریاض صاحب۔

ملک ریاض خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب! آپ کی اے ڈی پی آج تک سولہ فیصد Utilize ہو چکی ہے، آپ نے دوسو کلومیٹر روڈز اسی اے ڈی پی میں رکھے ہیں، ابھی تک ایک فرلانگ، اس پر کوئی Correspondence ہی نہیں ہوا ہے، اس وجہ سے کہ کنسلٹنٹس یہاں ہیں نہیں اپنے، اگر باہر سے Hire کیا جائے، وہ لوگ آتے نہیں ہیں، یہ فرشتے نہیں ہیں، یہ بھی ہمارے انہی لوگوں جیسے انسان ہیں۔ یہ Consultancy کی وجہ سے سارے کام رک گئے ہیں اور ان کنسلٹنٹس کے پاس ڈپلومہ ہولڈر لوگ ہیں اور آپ کے اپنے گلے کے انجینئرز ہیں، ان کی اے سی آرز ہیں آپ کے پاس، میں ایک Sample بتاتا ہوں، جائیکا پروگرام میں ایک آرای تھا جو پچاس لاکھ لیتا تھا اور دو کروڑ مل دیتا تھا، یہ ریکارڈ پر ہے، کسی نے اس کا کیا باڈیا؟ ان کنسلٹنٹ کی صرف دس فیصد آپ کے پاس سیکورٹی ہوتی ہے، مثال ایک ارب کا پراجیکٹ ہے اور وہ آٹھ پرسنٹ پر سپرویشن، یا ڈیزائن کرتا ہے تو آپ کے پاس آٹھ لاکھ روپے انکے ہیں، اسی لاکھ، یہ اسی لاکھ روپے سے کیا بنے گا؟ اربوں روپے کا وہ پراجیکٹ، جس طرح یہ جائیکا میں ہوا،

اس طرح کھیل اور بھی کھیلا جا رہا ہے، ہماری درخواست ہے کہ جو پہلا طریقہ کار تھا، اس کو جاری رکھا جائے۔ ہم نے سنا ہے اور اخبارات میں بھی یہ آیا ہے کہ عمران خان کے والد صاحب کنسلٹنٹ تھے، بری بات نہیں ہے، ہر ایک مزدوری کرتا ہے، یہ پھر اس کی وجہ سے یہ پلان ہم پر حاوی کیا جا رہا ہے، اور صوبوں میں تو ایسا نہیں ہے کیونکہ کنسلٹنٹ کے پاس انجینئرز نہیں ہوتے ہیں، سارے ڈپلومہ ہولڈر پر کام کرتے ہیں اور اس سے معیار لچھا نہیں ہو رہا ہے، خراب ہو رہا ہے اور کام رک رہا ہے۔ پلیز ہماری ریکویسٹ ہے کہ جو پرانا طریقہ کار ہے، اس کو جاری کیا جائے یا اس پر وٹنگ کی جائے کہ یہ ایوان کیا چاہتا ہے تاکہ وہی پرانا طریقہ جاری ہو اور ہمارا صوبہ ترقی پر چل پڑے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: تھینک یوجی۔ جناب سراج الحق صاحب۔ جی، عنایت خان بات کر لیں، اس کے بعد دیکھ لیتے ہیں۔

جناب عنایت اللہ (وزیر بلدیات): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تھینک یوسر، آپ نے مجھے موقع دیا۔ ویسے جتنی بھی اپوزیشن کی طرف سے تقریریں ہوئی ہیں، سردار حسین بابک صاحب نے تقریر کی ہے موضوع کے اوپر، سکندر خان شیرپاؤ صاحب نے تقریر کی ہے، سلیم خان صاحب پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے تقریر کی ہے، منور خان صاحب جے یو آئی کے اور نگزیب نلوٹھا صاحب مسلم لیگ نون اور نوابزادہ صاحب نے بھی تقریر کی ہے، ریاض خان صاحب نے بھی کنسلٹنٹ کے موضوع پر بات کی ہے اور میرے خیال میں تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ سب کی تقریریں ایک ہی رائے تھی اور انکے Arguments کا فوکس بھی ایک ہی چیز پر تھا۔ سر، اس وقت اس ملک کے اندر صورتحال یہ ہے کہ ایک اندازے کے مطابق اس ملک کا جتنا بجٹ ہے، پورے پاکستان کا جتنا بجٹ ہے، اتنا ہی Loss، یعنی Inefficiency, leakage, corruption اور ٹیکس چوری، یعنی ان چار مددات کو ملا کر جو اس ملک Loss ہوتا ہے، وہ اس پورے ملک کے بجٹ کے برابر ہے اور انکی تقریروں میں بھی بات سنی گئی کہ پی ٹی آئی کی حکومت کو تبدیلی کیلئے ووٹ دیا گیا تھا اور کرپشن سے سوسائٹی کو پاک کرنا اور کمیشن کو ختم کرنا، یہ ایک ایسا Slogan تھا جس کے اوپر لوگوں نے ان کو ووٹ دیا تھا اور جماعت اسلامی نے بھی اس مینڈیٹ کا احترام کرتے ہوئے پی ٹی آئی کا ساتھ دیا اور میں سمجھتا ہوں اس مینڈیٹ کا احترام کرنا چاہیے، ان کو پانچ سال دینے چاہئیں تاکہ یہ اپنی پالیسیاں آزمائیں لوگوں کے اندر اور اگر لوگ اس سے مطمئن نہ ہوں، یہ کرپشن کو ختم نہ کر سکے تو لوگ Accountability کیلئے یہی ڈیمو کریسی کے اندر Accountability

پولیٹیکل لیڈرشپ کی، الیکٹڈ لوگوں کی، وہ لوگ کرتے ہیں، عوام کرتے ہیں، ووٹرز کرتے ہیں۔ کنسلٹنٹس کے حوالے سے بات کی جا رہی ہے کہ کنسلٹنٹس سے پراجیکٹس Delay ہونگے، یہ خزانے کے اوپر بوجھ ہوگا، یہ کمیشن کو Legalize کیا جا رہا ہے۔ سر، کمیشن کو Legalize نہیں کیا جا رہا ہے، کنسلٹنٹ کو جو پیسے دیئے جا رہے ہیں، وہ کنسلٹنٹ کے ساتھ Overall معاہدہ ہوتا ہے، اس میں اس کے پیسے موجود ہوتے ہیں، اس وقت جو پیسے کمیشن میں لے جا رہے ہیں، وہ پیسے پراجیکٹ کے اندر Reflected نہیں ہوتے ہیں، وہ اس پراجیکٹ سے لیے جاتے ہیں، اس پراجیکٹ سے لیے جاتے ہیں، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیفنس ہے، یہ بنیادی ڈیفنس ہے کہ ایک کنسلٹنٹ کو جب آپ پیسے دیتے ہیں، وہ Implementation کیلئے، ڈیزائننگ کیلئے، فیزیبلٹی کیلئے، سپرویزن، کیلئے دیتے ہیں اور میں خود Elected Representative رہا ہوں، میں 2002-2007 تک صوبائی کابینہ کا حصہ رہا، میں نے As Elected Representative خود اپنے حلقے کے اندر سکیمیں دیکھی ہیں تو میں آپ کو اپنے حلقے کی ایک سکیم کی مثال دے رہا ہوں، میرے حلقے کے اندر بپلک ہیلتھ انجینئرنگ کے اندر ایک سکیم Reflect ہوئی، میں نے خود اس وقت کے جو Outgoing ہمارے چیف منسٹر صاحب تھے، ان سے ریکویسٹ کی تھی، ایک کروڑ بیس لاکھ روپے میں وہ سکیم Reflect ہوئی اور Competitive rates نہیں تھے، یعنی مارکیٹ ریٹس نہیں تھے، Competitive rates نہیں تھے، کنٹریکٹ نے وہ سکیم لے لی اور پھر اس سے وہ بھاگ گئے اور بھاگنے کے بعد وہ سکیم پھر ہر اے ڈی پی میں دوبارہ Repeat ہوتی رہی، دوبارہ ٹینڈر ہوتی رہی اور جو Outgoing government، پاکستان پیپلز پارٹی اور اے این پی کی کولیشن گورنمنٹ تھی، اس میں کہیں جا کر وہ سکیم کمپلیٹ ہوئی اور ایک کروڑ بیس لاکھ سے لیکر دس بارہ کروڑ تک، اس کی دو جوہات ہیں سر، کیونکہ یہ سکیم جب دی گئی تھی تو یہ سکیم کسی تیاری کسی، ڈیزائننگ، کسی فیزیبلٹی کے بغیر دی گئی تھی، اس کیلئے ایسی Proper تیاری نہیں ہوئی تھی، یہ ہمارے ہاں یہی سسٹم ہے، یہی پلاننگ کا طریقہ ہے اور اس میں یہ جو بات کی گئی کہ سی ایس آر، سکندر شیرپاؤ صاحب نے کہا کہ ریٹس کو Revise کیا گیا ہے اور مارکیٹ ریٹس دیئے جا رہے ہیں، یہ تو اسی وجہ سے دیئے جا رہے ہیں کہ آپ مارکیٹ ریٹس دینگے تو اس پر آپ کو اچھے فرمز آئیں گے، اچھے کنٹریکٹرز آئیں گے اور وہ In time اس پراجیکٹ کو کمپلیٹ کریں گے، تو نتیجتاً Escalation کے نتیجے میں جو آپ کی تباہی ہو رہی ہے، اس تباہی سے آپ بچیں گے۔ اس کی ہزار مثالیں ہیں، میں نے آپ کو ایک مثال دی ہے کہ ایک کروڑ بیس لاکھ



روپے کی سکیم آپ کو دس بارہ کروڑ میں پہنچ گئی۔ سر، یہ کنسلٹنٹ کا جو پروجیکٹ ہے، یہ کوئی نیا نہیں ہے، یہ اس ملک کے اندر بھی موجود تھا، یہ ساری حکومتوں کے اندر بھی موجود تھا، بڑے پراجیکٹس کے اندر آپ کنسلٹنٹس Hire کرتے رہے ہیں، یہ پورے دنیا کے اندر سٹنڈرڈ پروجیکٹ ہے، دنیا کے اندر تو قوانین لکھنے کیلئے بھی کنسلٹنٹس Hire کئے جاتے ہیں، Developed Countries ہیں، ترقی یافتہ ممالک ہیں، ان میں تو قوانین لکھنے کیلئے بھی کنسلٹنٹس Hire کئے جاتے ہیں، چھوٹے چھوٹے کاموں کیلئے کنسلٹنٹس Hire کئے جاتے ہیں، اس لئے دنیا کے اندر، یہ جو دو بجی آپ دیکھتے ہیں کہ بہت بڑی اس نے ترقی کی ہے، یہ سارے وہ خود نہیں کرتے ہیں، جو عرب کے Rulers ہیں، وہ خود نہیں کرتے ہیں، وہ کنسلٹنٹس Hire کرتے ہیں وہ ڈیزائننگ کیلئے، وہ فیر سیلٹی تیار کرتے ہیں، Technically چیزوں کو Assist کرتے ہیں، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کنسلٹنٹس آپ کے پراجیکٹس کو بروقت کمپلیٹ کرنے، ڈیزائننگ، فیر سیلٹی، مانیٹرنگ اینڈ سپرویزن، یہ سارا کام کرنے میں آپ کے مدد و معاون ثابت ہونگے۔ ہماری بد قسمتی سر! یہ ہے کہ ہمارے اس ملک کے اندر حکومت بہت سے کام کرتی ہے اور حقیقت میں کچھ بھی پھر ہم نہیں کرتے ہیں، حکومتیں ریگولیشنز بھی کرتی ہیں، حکومتیں فنانس بھی کرتی ہیں، حکومتیں Execute بھی کرتی ہیں، حکومتیں پالیسیاں بھی دیتی ہیں، حقیقت میں اس دنیا کے اندر، اس وقت جو Developed Countries کے اندر حکومتوں کا کام ہے، وہ پالیسیاں دینی ہیں، وہ Execute کرنا نہیں ہے، Implement کرنا نہیں ہے، حکومتیں Implement نہیں کرتی ہیں، وہ اس کو مانیٹر کرتی ہیں لیکن ہمارے ملک کے اندر بد قسمتی سے یہ سب کام ہم کر رہے ہیں اور نتیجتاً ہم کچھ بھی نہیں کر رہے ہیں، ہمارے فنڈز ضائع ہو رہے ہیں، اس لئے یہ طریقہ کار Introduce کیا گیا ہے اور اس کے اچھے نتائج آئیں گے ان شاء اللہ، اس کو لوگ دیکھیں گے کہ اس کے اچھے نتائج نکلیں گے، اس کے نتیجے میں آپ کی سکیمیں جلدی کمپلیٹ ہونگی، اسکی کوالٹی، سب سے بڑی ہماری مشکل اور ہمارا مسئلہ کوالٹی ہے، ہمارے سکولز بننے میں اور تین چار سال کے بعد وہ گر جاتے ہیں، ہمارے کالجز بننے میں اور تین چار سال کے بعد اس کی حالت بری ہوتی ہے، اس کیلئے آپ مزید پیسے Rehabilitate کرنے کیلئے اور Reconstruction کیلئے آپ پیسے لگاتے ہیں، اس پر اسیس، اس چکر سے آپ نکلیں گے، یعنی اگر آپ Proper طریقے سے Quality maintain کریں گے، ایک بلڈنگ بناتے ہیں تو وہ آپ کی پچاس ساٹھ سال اور Hundred سال تک چلے گی، اس پوری سائیکل سے آپ نکلیں گے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ

کنسلٹنٹ کا جو آئیڈیا ہے، Innovative Idea ہے، Developed countries کے اندر چل رہا ہے اور یہ ڈیپارٹمنٹس کے اوپر عدم اعتماد نہیں ہے، بلکہ ڈیپارٹمنٹس کو Assist کرنا ہے، ڈیپارٹمنٹس کی معاونت ہے ایک لحاظ سے کہ مانیٹرنگ، ڈیزائننگ، فیڈبیلٹی، سپرویزن، یہ سب اس پورے پراسیس کے اندر وہ کنسلٹنٹس ان کا ساتھ دینگے۔ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ کنسلٹنٹس سارے پنجاب سے میجاڑٹی میں آئے ہیں، ویسے فلرز جو انہوں نے شیئر کئے ہیں، اس میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ سارے وہاں سے نہیں آئے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ بات میرے خیال میں Appreciate کرنے کی ہے کہ یہ Competition ہوا ہے، ان کو کسی نے Pick & choose کر کے اپنے صوبے سے نہیں لیا ہے، یہ Competition ہوا ہے، And through a fair competition لوگ آئے ہیں، پنجاب والے اس ملک سے باہر لوگ نہیں ہیں، وہ ہمارے اس ملک کے لوگ ہیں، ان کی فرمز اگر زیادہ ڈیولپ ہیں، وہ ان کی فرمز کی اگر کوالٹی زیادہ بہتر ہے اور آپ نے کوالٹی پر اعتماد کر کے ان کو Hire کیا ہے تو ایک اچھا کام کیا ہے، میرے خیال میں اس کو Encourage کرنا چاہیے اور اس کے نتیجے میں جو Competition create ہوگا، ہماری اپنی کنسلٹنسی فرمز بھی اس Competition کیلئے تیاری کریں گی اور یہ جو سلسلہ چلے گا، اس کے نتیجے میں ہمارے ہاں بھی اچھی فرمز ڈیولپ ہوں گی۔ سر، اس وقت اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اے ڈی پی Lapse ہو رہی ہے اور پیسے Lapse ہونگے اور اس کا بہت بڑا نقصان ہوگا اور فیڈرل گورنمنٹ، جو پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ اس کا پروگرام ہے، اس میں پیسے کم دے گی کہ اب تو خرچ نہیں کیے جاسکتے ہیں۔ میں آپ کے ساتھ کچھ تفصیلات شیئر کر دیتا ہوں کہ ابھی تک Utilization کیا ہے، اس وقت تک سر! دو سیکٹرز کی میں آپ کے ساتھ شیئر کر دیتا ہوں۔ دو بڑے سیکٹرز ہیں جس میں ہم سب Interested ہوتے ہیں، ایک روڈ ہیں، روڈز کے اندر جو ایلو کیشن ہوئی ہے، وہ بارہ بلین ایلو کیشن ہوئی ہے، اس وقت تک 48% Utilization، 12 دسمبر تک، یہ جو دسمبر کا مہینہ ہے، یہ اسکے فلرز ہیں، اس کے بعد جائزہ نہیں لیا گیا ہے، حکومت کا اپنا ایک پروسیجر ہوتا ہے، اس کے تحت حکومت جائزہ لیتی ہے، 48% Utilization ہے اور جو بلڈنگز سیکٹر ہے، اس میں 1.2 بلین کے اندر کوئی 22 فیصد تک Utilization ہے، یہ دسمبر تک کے فلرز ہیں۔ ظاہر ہے اب مارچ ہے اور اس کے بعد دوبارہ حکومت جائزہ لے گی اور اس میں نئے فلرز آئیں گے جس میں Improvement ہوگی۔ ان کنسلٹنٹس سے تھوڑی بہت Delay ضرور آئی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کنسلٹنٹس کے نتیجے میں

فنڈز Lapse ہونگے، کوئی فنڈز lapse نہیں ہونگے، وہ اپنے وقت پر خرچ ہونگے اور صحیح طریقے پر خرچ ہونگے۔ سر! ایک Confusion ہے، میں اس کو ذرا دور کرتا چلوں۔ نلوٹھا صاحب نے شاید کہا، ایم پی ایز کے فنڈز کے حوالے سے کہا، ایم پی ایز کے فنڈز، لوکل گورنمنٹ کے فنڈز یہ کنسلٹنٹس سے مستثنیٰ ہیں، یہ جو لوکل گورنمنٹ کے ڈیپارٹمنٹ کے Through جو ایم پی ایز کو فنڈز ملتے ہیں اور ہمارے جو فنڈز ہوتے ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی سکیموں کیلئے ہوتے ہیں، وہ فنڈز کنسلٹنٹس سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ بڑے پراجیکٹس جو لوکل گورنمنٹ کے اندر ہیں، اے ڈی پی کے اندر ہیں یا ورکس اینڈ سروسز ڈیپارٹمنٹ کے اندر ہیں، کنسلٹنٹس اس میں Hire ہونگے اور جہاں تک پراجیکٹ کمیٹیوں کی بات ہے تو اس پر دونوں طرف رائے موجود ہے، ہمارے ہاں بھی یہ ایک رائے موجود ہے کہ پراجیکٹ کمیٹیوں کا کام اگر اچھے طریقے سے ہوتا ہے تو اس میں زیادہ امکانات ہیں لیکن گزشتہ کئی سالوں سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پراجیکٹ کمیٹیز کے فنڈز غائب ہو جاتے ہیں اور ان سے پوچھا نہیں جاتا ہے ان لوگوں سے، اور وہ زمین پر بالکل نہیں ہوتے ہیں، یہ دیکھا گیا ہے، اس لئے دونوں طرف دلائل موجود ہیں۔ اگر پراجیکٹ کمیٹیز کے فنڈز صحیح طریقے سے خرچ ہو سکتے ہیں، ہوتے ہیں، یہ بالکل درست ہے کہ اس سے زیادہ کام ہوتا ہے لیکن بعد میں اس بات پر ڈیپٹ بھی ہو سکتی ہے، اس پر مشورہ بھی ہو سکتا ہے، اس پر حکومت کے ساتھ کسی دوسری مجلس کے اندر بات بھی ہو سکتی ہے لیکن باقی جو کنسلٹنٹس کا ایشو ہے، اس پر میرا خیال ہے کہ اگلے خدشات حکومت کے نوٹس میں لانا، یہ اکا حق ہے لیکن کنسلٹنٹس کا ایک انٹرنیشنل پروویسجر ہے، سٹینڈرڈ ہے۔ سکندر حیات خان شیرپاؤ نے کہا، انہوں نے مخالفت کی، ویسے جس مجلس کے اندر یہ Decision ہو رہا تھا، یہ اوپر سے Imposed decision نہیں ہے، اس مجلس کے اندر چار انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹس کے لوگ موجود تھے اور اس کے منسٹرز بھی موجود تھے، اس کے ایڈمنسٹریٹو سیکرٹریز بھی موجود تھے، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ایری گیشن کے لوگ، لوکل گورنمنٹ کے لوگ اور ورکس اینڈ سروسز کے لوگ، یہ چار ڈیپارٹمنٹس تھے، چیف منسٹر اس کو چیئر کر رہے تھے اور سکندر خان اس مجلس کے اندر موجود تھے اور اس پہ ڈسکشن ہوئی اور اس ڈسکشن کے نتیجے میں کسی نے اختلافی بات کی، کسی نے حق میں بات کی، اس ڈسکشن کے نتیجے میں یہ Decision ہو اور پھر Implementation کیلئے وقتاً فوقتاً میٹنگز بھی ہوئی ہیں ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ، ایک پورا پورا اسمبلی چلا ہے، وہ پراسیس اب Mature ہو گیا ہے۔ اس Mature process کے تحت اب ٹینڈرز ہو رہے ہیں، اب سلسلہ چل نکلا ہے، اس سٹیج پہ اس کو Interrupt، اس

کو Reverse کرنا میرے خیال میں یہ صوبے کے ساتھ مزید زیادتی ہوگی اور یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ ہمارا صوبہ تجربہ گاہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری، یہ انسان کی کمزوری ہوتی ہے کہ وہ نئے تجربے کرے اور اس سے ہم ڈرتے ہیں، وہ جو اقبال کا شعر ہے کہ:

آئین نو سے ڈرنا طرز کسن پہ اڑنا منزل ہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

ہم Innovations اور تجربے کر کے ہی اس پوری صورت حال سے نکل سکتے ہیں۔ جس روٹین کے اندر ہم پھنسے ہوئے ہیں، جس لگے بندھے نظام کے اندر ہم پھنسے ہوئے ہیں، جس Vicious cycle کے اندر ہم پھنسے ہوئے ہیں، اس Vicious cycle سے ہم نئے تجربے اور Innovative experience کر کے ہی نکل سکتے ہیں۔ اگر ہم اس ڈگر پہ چلتے جائیں گے، میرے خیال میں ہم آگے نہیں بڑھ سکیں گے اور دنیا نے جن پریکٹسز کو، جن Established practices کو اڈاپٹ کر کے ترقی کی ہے، اگر ہم ان سے نہیں سیکھیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ ہم آگے جائیں گے اور میں نے کوشش کی ہے کہ جو Major points انہوں نے اٹھائے ہیں، ان Major points کو میں Cover کروں۔ ویسے ایک بات کو میں نے Respond نہیں کیا کہ یہ کنسلٹنٹس کو کیسے Accountable ٹھہرائیں گے، ان کی Accountability کیسے کریں گے؟ یہی وہ نکتہ ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ کنسلٹنٹس کو زیادہ Accountable ٹھہرایا جاسکتا ہے، ان کی آپ کے ساتھ بینک گارنٹیز ہوتی ہیں، ان کے آپ کے ساتھ Indemnity bonds ہوتے ہیں، آپ ان کو Confiscate کرتے ہیں، کنسلٹنٹس کو تو آپ زیادہ Accountable ٹھہرا سکتے ہیں، ڈیپارٹمنٹ کے اندر آپ کا جو Accountability کا اور ڈسپلنری ایکشن کا جو پروسیجر ہے، وہ اتنا مشکل، اتنا Cumbersome ہے، جو Procedural رکاوٹیں ہیں سرکاری ملازمین سے پوچھنے کی وہ اتنی مشکل ہیں کہ سچی بات یہ ہے کہ اس کے اندر Accountability بڑا مشکل کام ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے، میں سمجھتا ہوں، ہماری Understanding ہے کہ کنسلٹنٹس کو زیادہ Accountable ٹھہرایا جاسکے گا، اس سے زیادہ پوچھا جاسکے گا، ان کی سیکورٹی ضبط ہو سکے گی، ان کی بینک گارنٹیز ہونگی اور وہ ایسے نہیں جائیں گے اور اس طرح ان کو پیسے بھی ریلیز نہیں ہونگے۔ یہ ایک طرف سے ڈیپارٹمنٹ والے بھی بیٹھے ہونگے اور دوسری طرف سے کنسلٹنٹس بھی ہونگے تو یہ ایک دوسرے کو Double check کریں گے Double verify کریں گے۔ میرا خیال ہے، اس سے نتیجہ خیر ہی نکلے گا اور ہمیں اس کی کوشش کرنی

چاہیے اور اس Mindset سے اس کی مخالفت کرنا کہ حکومت کی ایک نئی Innovation ہے، میرے خیال میں یہ مناسب نہیں رہے گا، اس کا انتظار کرنا چاہیے اور جب یہ اے ڈی پی Implement ہوتی ہے، اس کے بعد کسی چار پانچ چھ مہینے بعد اگلے سال کیلئے دوبارہ اس پہ کوئی غور کیا جاسکتا ہے، اس سارے پراسیس کو اس کے جو فائدے آئے ہیں، جو اس کی Strengths ہیں، Weaknesses ہیں، ان پہ بحث ہو سکتی ہے اور اس کے نتیجے میں اس کو Reform کیا جاسکتا ہے۔ تھینک یو، سر۔

جناب سپیکر: شکر یہ جی۔ جناب سراج الحق صاحب!

(شور)

جناب سپیکر: دیکھیں، آج ہم نے میٹنگ کی ہے، ایک اصول ہم نے طے کیا جی، ایک اصول ہم نے طے کیا، یہ طریقہ نہیں ہے نہ جی۔ جی، جناب سراج الحق صاحب۔ آج ہم نے ڈسکشن کی ہے نا، ہم نے کہا کہ اس کا تو خیال رکھیں نا جی، یہ تو طریقہ نہیں ہے، مفتی صاحب۔ سراج الحق صاحب۔ دیکھیں، ایک منٹ، ایک منٹ، ایک منٹ، مفتی صاحب! دیکھیں، بہت احترام سے، آپ ایک منٹ تھوڑا دیکھیں جی، میں آپ کے ساتھ بات کرتا ہوں، بہت ادب اور احترام سے ہم نے ایک ڈسکشن کی ہے، اگر کوئی اس قسم کی بات ہے تو آپ پہلے میرے ساتھ مطلب چیمر میں ڈسکس کیا کریں تاکہ اس کیلئے ہم وہ بھی بنائیں۔ ابھی ہم نے جو آج ایجنڈا لیا ہے، آپ کے ساتھ ڈسکس بھی کیا ہے، پارلیمانی لیڈرز کے ساتھ ڈسکس بھی کیا ہے، اس کے مطابق مجھے چلنے دیں، مہربانی ہو گی جی۔ سراج الحق صاحب!

جناب سراج الحق {سینیئر وزیر (خزانہ)}: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محترم سپیکر صاحب، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خصوصی طور پر اپوزیشن کے ممبران نے یعنی درد دل کے ساتھ بات کی ہے اور اخلاص کے ساتھ بات کی ہے، مجھے ان کی نیت پر بالکل شک نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو تجاویز دی ہیں، صوبے کی بہتری کیلئے دی ہیں، وہ سوچتے ہیں، غور کرتے ہیں، عوام اور قوم اور اپنے حلقوں کی نمائندگی کرتے ہیں، اس لئے ہم ان کو Appreciate بھی کرتے ہیں۔ ہمارے وزیر بلدیات، عنایت اللہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ کنسلٹنٹس کے حوالے سے اپنی باتیں رکھی ہیں، معروضات رکھے ہیں، جناب سپیکر صاحب! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس طرح پاکستان میں اور خیبر پختونخوا میں اور قبائلی علاقوں میں دہشت گردی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، اسی طرح بہت بڑا مسئلہ کرپشن کا ہے اور یہ بھی دہشت گردی سے کوئی کم مسئلہ نہیں ہے اور میں بہت اخلاص کے ساتھ بات کر رہا

ہوں کہ اگر پاکستان کی اس گزشتہ پینسٹھ سالہ تاریخ میں یہ موذی اور خطرناک بیماری نہ ہوتی تو آج پاکستان ملائیشیا سے بھی آگے ہوتا اور چائنا سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہوتا لیکن انگریز کے جانے کے بعد ہم اس بیماری میں، ہماری قوم، دھرتی اور ملک اور تمام ادارے بتلا ہو گئے ہیں اور اب تو اس نے کینسر کی شکل اختیار کی ہے۔ ہمارے وزیر صحت صاحب روز بچوں کو پولیو کے وہ قطرے پلاتے رہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم کو اس طرح قطرے پلانے کی ضرورت ہے کہ ہم سے یہ بیماری نکل جائے۔ ہمیں ایک دوسرے پر، ہم سب گناہگار خطا کار ہیں، بے شمار کمی، کوتاہیاں موجود ہیں لیکن یہ ایک زندگی کی علامت ہے کہ سب لوگ خیر کی طرف، بھلائی کی طرف جانا چاہتے ہیں اور جناب سپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے میں تجویز پیش کروں گا کہ نہ صرف صوبائی سطح پر بلکہ قومی سطح پر ہمیں کرپشن کے خلاف ایک بھرپور مہم چلانے کی ضرورت ہے اور مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت مل کر کرپشن کیلئے قانون سازی کریں اور اس کو ایک ایسا یعنی مہم ڈیزائن کرنے کی ضرورت ہے کہ بیداری بھی پیدا ہو اور اصلاح بھی ہو۔ جناب سپیکر صاحب! ہم برطانیہ گئے تھے تو وہاں جب اندھا گھر سے نکلتا ہے تو ریلوے سٹیشن جاتا ہے، اڈے پہ جاتا ہے، ہسپتال جاتا ہے، کوئی سکول جاتا ہے، آپ یقین کریں، وہ بغیر کسی سہارے کے منزل تک پہنچ جاتا ہے حالانکہ وہ اندھا ہوتا ہے، اس لئے کہ وہاں ایک Roadmap ہے، ایک ٹریک موجود ہے اور ہر کوئی اپنے ٹریک پہ جاتا ہے۔ یہاں جب لوگ اپنے گھروں سے نکلتے ہیں تو دانا اور مینا بھی راستے میں سو بار دھکے کھانے پر مجبور ہے اس لئے کہ کسی بھی چیز کیلئے ہمارے پاس Roadmap نہیں ہے۔ میں اس لیے سمجھتا ہوں کہ اس کرپشن نے پاکستان کا Image تباہ کیا اور اس کرپشن کی وجہ سے اب عالمی ادارے پاکستان پر اعتماد بھی نہیں کر رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اب جب وہ ایک کروڑ Dollar بھی دیتا ہے، کوئی Pound بھی دیتا ہے تو اس کے ساتھ ان کی شرط یہی ہوتی ہے کہ ہمارے لوگ آئیں گے اور آپ کے دفاتروں میں بیٹھ کر ہر کام کی نگرانی خود کریں گے، اس لئے وہ کہتے ہیں کہ جناب! ہم جو فنڈ قرض کے طور پر، امداد کے طور پر آپ کو دیتے ہیں، وہ آپ قوم پہ استعمال نہیں کرتے ہیں اور وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہی وجوہات کی بناء پر ہم نے کوشش کی کہ کوئی بہتری کا راستہ اختیار کیا جائے، خصوصی طور پر خیبر پختونخوا میں جو لوگ پہلے بھی اسمبلیوں میں رہے ہیں، ان کا تجربہ ہے کہ ایک سڑک، ہر حکومت آتی ہے تو وہی سڑک دوبارہ بنانے پر مجبور ہے، گلی ہے وہ دوبارہ، اب یہاں پبلک ہیلتھ کے منسٹر بیٹھے ہیں، یہ خوب بتا سکتے ہیں، یقین کریں پبلک ہیلتھ کی اتنی سکیمیں ہیں جو اب بھی بند پڑی ہیں اور فنانس منسٹر کی حیثیت سے میں نے جو گزشتہ

اے این پی کا دور بھی دیکھا، یعنی کاغذات میں میں نے مطالعہ کیا ہے، سپیکر صاحب! اس سے پہلے ایم ایم اے کا دور، اس سے پہلے بھی دور، آپ یقین کریں ایک ہی سکیم ہمیشہ بند رہتی ہے اور بار بار اس پہ پیسے نکالے جاتے ہیں، اس میں کس کا ہاتھ ہے؟ ظاہر ہے ایک سیاسی لیڈر، ایک سیاسی ورکر تو چاہتا ہے کہ عوام کو سہولت ملے لیکن درمیان میں ایسا ایک سقم، ایک مشکل، ایک Element موجود ہے جس کی وجہ سے ہم سب کو، آج بھی ہم نے یہ نہ کیا تو کل کوئی اور حکومت آئے گی، وہ بھی اسی طرح کے تجربات کرنے پر مجبور ہوگی، تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو کنسلٹنٹ کا نظام ہے، اس میں بہتری لانے کی ایک کوشش ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے، بائک صاحب نے بات کی ہے، اس کے نتائج اچھے بھی نکل سکتے ہیں، منفی بھی نکل سکتے ہیں لیکن ایک اچھی نیت کے ساتھ ہم نے یہ کام شروع کیا ہے، فنانس کی طرف سے گزشتہ دنوں تمام ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ ہمارا اجلاس ہوا ہے، ستر فیصد فنڈز ریلیز کیا ہے، یعنی ڈیپارٹمنٹ کو دیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب! اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کل بھی میں نے تمام اپوزیشن کے جو پارلیمانی لیڈرز ہیں، ان کو بھی اور جتنے بھی اس ہاؤس میں جماعتوں کے لیڈرز موجود ہیں، ان کو آفس میں بلا یا ہے تاکہ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے سامنے صوبے کی جو فنانشل پوزیشن ہے، وہ رکھیں اور پھر جو مشکلات ہیں، وہ بھی ان کے سامنے رکھیں اور پھر جو صوبے کے حقوق کے حوالے سے ایشوز ہیں، وہ بھی ان کے سامنے رکھیں اور ہم مل کر آگے بڑھنے کی کوشش کریں لیکن اس کے ساتھ ہی میں بڑے کھلے دل کے ساتھ اپیل کروں گا کہ کرپشن کے خاتمے کے لئے اور اصلاح کیلئے کوئی بھی تجویز ہو تو نہ حکومت یہ تنہا کر سکتی ہے اور نہ کوئی ایک جماعت یہ تنہا کر سکتی ہے۔ میرے خیال میں اس حوالے سے بھی ہم نے مل کر جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے، یہ ایک صوبے میں بھی ممکن ہے لیکن اچھا ہو گا کہ مرکز کی سطح پر بھی، صوبوں کی سطح پر بھی ہم اس کو ایک قومی موومنٹ بنادیں۔ ایک زمانہ تھا، یہاں ایک لفظ بہت عام تھا، وہ تھا چیچک کی بیماری، لیکن ایک اجتماعی جدوجہد کے نتیجے میں وہ چیچک بیماری تقریباً ختم ہو گئی ہے، تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک علاج ہے، ایک پرہیز ہے، کیوں نہ ہم ایک سلوگن بنالیں۔ دا پرہیز چہی دے سپیکر صاحب! دا د علاج نہ بہتر دے، دہی وجہی نہ کہ پہ شریکہ بانڈی مونزہ یو داسی نظام جوہر کپرو نو دا نہ د کریڈٹ مسئلہ دہ، نہ د سکورنگ مسئلہ دہ، دا زمونزہ اجتماعی دہ تول قوم مسئلہ دہ او مونزہ بہ خیر مقدم کوؤ دھر ہغہ تجویز چہی خوک ئے مونزہ تہ پیش کری، واللہ کہ دہی اسمبلی نہ بھر یو صحافی دے، کہ یو وکیل دے، کہ یو تاجر دے، کہ یو دوکاندار دے، بھر حال خہ لمحہ خو داسی پکار دہ چہی مونزہ د

تباہی پہ خائپ بانڈی آباڈی طرف تہ سفر شروع کړو۔ زہ ستا او د دې هاؤس یو  
خل بیا شکریہ ادا کوم۔  
جناب سپیکر: بہت مہربانی جی۔

The sitting is adjourned till 03:00 pm of tomorrow afternoon.

---

(اجلاس بروز جمعرات مورخہ 06 مارچ 2014ء بعد از دوپہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)



## ضمیمہ

- 1162 \_ جناب جمشید خان: کیا وزیر ماحولیات ارشاد فرمائیں گے کہ:
- (الف) آیا یہ درست ہے کہ ضلع مردان اور صوابی میں سڑک اور نہر کے کنارے خشک / سوکھے درخت موجود ہیں جن کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے؟
- (ب) اگر (الف) کا اثبات میں ہو تو مذکورہ اضلاع میں خشک درختوں کی تعداد کتنی ہے، آیا حکومت ان درختوں کو نیلام کرنے کا کب تک ارادہ رکھتی ہے؟
- 1163 \_ جناب جمشید خان: کیا وزیر ماحولیات ارشاد فرمائیں گے کہ:
- (الف) آیا محکمہ ماحولیات امسال شجر کاری مہم شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟
- (ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ضلع مردان کی کن کن سڑکوں، نہروں اور علاقوں میں شجر کاری مہم شروع کی جائے گی، تفصیل فراہم کی جائے؟